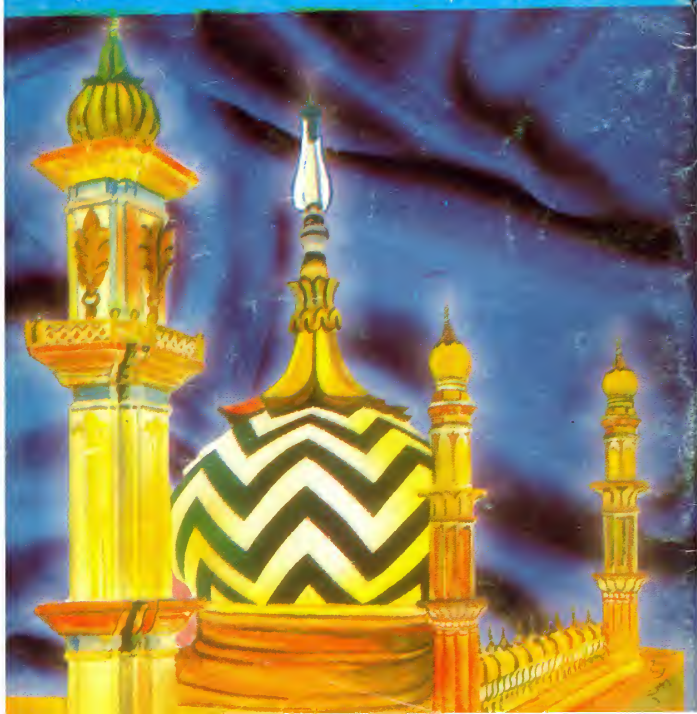


ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

وقعات السنان

مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ



جملہ حقوق محفوظ

کتاب	_____	وقعات السنن الی خلق بسط البنان
مصنف	_____	مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ قادری قدس سرہ
	_____	(ان کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دہلوی قدس سرہ
اصلاح و نظر ثانی	_____	ماہر تحقیقات اسلامیہ سید امیر محمد شاہ قادری قادری
	_____	ادرس واریات نظامیہ (ایم اے عربی و اسلامیات)
ناشر	_____	غوثیہ بک ڈپریمرید کے
اشاعت	_____	اکتوبر 1999ء

ملنے کے پتے

- ☆ کتبہ حامد پبلی کیشنز روڈ لاہور
- ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز روڈ لاہور
- ☆ مسلم کتبوی پبلی کیشنز روڈ لاہور
- ☆ مجاز پبلی کیشنز دربارہ کتب لاہور

تعارف کتاب

آپ کی زیر مطالعہ کتاب بلاشبہ اہل سنت و جماعت کے لئے نعتیہ غیر مترتبہ ہے کم نہیں کتاب ہذا میں فرق باطلہ کا عمود اور تجدیت غیر مقلدیت اور تقلید نما نام نہاد سنیوں دہلیہ کی خصوصاً خوب خبر لی گئی ہے۔ اور دہلیوں دہلیہ کی تحریری بد عنوانیوں کو دلائل شرعیہ سے کفریہ عبارات ثابت کیا گیا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی 'قاسم نانوتوی' رشید گنگوہی 'صدیق الحسن بھوپالی' اشرف علی تھانوی' کے بد عقائد نمایاں کئے گئے ہیں۔

صراط مستقیم تخریر الناس بسط البنان، حفظ الایمان کی تحریری ہے ایمانوں کا اچھی طرح پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل بالا کتابوں کی کفریہ عبارات کی نہ صرف نشان دہی کی گئی ہے بلکہ قاطعہ ایمان سے ان مصنفین کو ہمیشہ کے لئے بے زبان بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ایسی کتب کے مطالعہ سے یقیناً مسلک اہل سنت کو ایک مضبوط دفاع میسر ہوگا۔ اہل سنت مناظر علماء کے لئے زیر نظر کتاب خضر راہ کا کام دے سکتی ہے۔

دعا گو

سید امیر محمد شاہ قادری ساندہ قصور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

بخدمت جناب گرامی القاب سراباکرم وسیع المناقب جناب مولوی شرف علی تھانوی صاحب

المسئلہ مدخلی ایچ الہدی جیب سے سیف النقی جیبی ملعون و ناپاک کتاب آپ حضرات
نے پھر پرائی اور یہ بھی اور عدد صد و پندرہ سے شائع کی اور آپ کے علماء نے اس پر افتخار اور
اس سے استناد اور اس کی نقول کا فہم طعونہ پر اعتماد کیا جس کی نظر آج تک کسی آریہ و
پادری کو بھی نہ پڑی کہ ختم کے آبا و اجداد کا برو شائع و اسباب و سببی کہ حضور سیدنا
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کے اسماء طیبہ سے کتابوں کی کتابیں دل سے تراش لیں
ان کی کتابیں کھڑ لیں۔ ان کے مطبع اور صفحے بتالیہ کہ تم تو یوں کہتے ہو اور تمہارے یہ اکابر کرام
اپنی فلاں فلاں کتاب مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحہ پریوں پر فالتے ہیں حالانکہ
ہرمان میں نہ ان کتابوں کا نشان نہ ان عبارتوں کا پتہ ملے وہ تمام کمال محض ایک کھڑا ہو اور خراب
پریشانی ہے جس کی تعبیر صرف اس قدر کہ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ اس روز سے
آپ حضرات کسی عاقل کے نزدیک لائق کلام و خطاب نہ رہے اور جیسی سے آپ کی طرف
سے دو درتیاں، پھر درتیاں مزار و مزار سب و شتم و دشنام و کذب و افتراء و انہما
پشتل پرست میں برشرات الارض کی طرح پھیل پڑیں اور خصوصاً واقعہ مراد آباد اور اس
میں آپ صاحبوں کا عجز و قرار اور منافقہ ہند کرنے کے لیے یا پولیس اہل مدہ یا نصاریٰ الغیث

شیت کفر پیدا کیجئے۔

سوال ہفتم: جب کہ اس کے معنی پر نبوت مہدیہ منافی ختم نبوت نہیں تو ختم زمانی وہ کہاں سے ثابت کرے گا۔ کیا ایسی ختم نبوت سے جس کے وہ معنی اس نے خیال جہاں ٹھہرا دیئے۔ یہ تو بالکل اسے اور دوسری کوئی دلیل نہیں تو وہ خود بھی ختم زمانی کا حقیقہ منکر ہو یا نہیں۔ اور اس کے منکر کو کافر کہہ کر اپنے کفر کا مدفع ہو یا نہیں کیا ہے کفر کا آثار کافر کو کفر سے پہچانتا ہے۔

سوال ہشتم: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت مہدیہ کا صوف وقوع ماننا کفر ہے اس کی توجیز کفر نہیں یا توجیز بھی کفر ہے۔ بلکہ تہ اول انکار کام کے کلام سے نبوت دیکھئے۔ یہ تقدیر ثانی توجیز کفر ہے تو اس لیے کہ منافی ختم نبوت ہے اور کسی وجہ سے۔ بلکہ تقدیر ثانی اس وجہ کا بیان نبوت نہ ہاتے۔ وہ کافر تہ اول وقوع کا کفر ہے اور آپ توجیز نبوت مہدیہ کو خلاف ختم نبوت نہ ہاتے۔ وہ کافر تہ اول وقوع کا کفر ہے اور دوسرے کا خود منکر ہو تو اس کا کفر ہو۔ زید ان میں سے ایک کے منکر کو کافر کہے اور دوسرے کا خود منکر ہو تو اس کا پہلے کے منکر کو کافر کہنا دوسرے کے انکار سے خود کافر ہونے کے کیا منافی ہو سکتا ہے۔

سوال نهم: اللہ عزوجل کے مانتے والو اللہ انصاف اللہ انصاف ایک ولید علیہ سکے علم کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد بنایا میں معنی ہے کہ اللہ اکیلا ہے، تنہا خدا ہے مگر اہل قوم پر روشن ہو گا کہ بعد از او بعد وجود میں لفظی غلطی نہیں۔ عرش بھی ایک ہی ہے اور سب میں نیچے کی زمین بھی ایک ہی ہے۔ آدم بھی ایک ہی ہیں اور ابلیس بھی ایک ہی ہے۔ پھر مقام حدیث ادا اللہ فرماتا کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف محمدیہ سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام محمد نہ قرار دیکھے تو البتہ توحید باعتبار تنہائی وجود صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر یہ جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ بلکہ یگانے توحید اور بات پر ہے۔ میں سے تنہائی وجود خود بخود لازم آجاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا نقشہ موصوف بالذات

کے آگے ختم ہو جاتا ہے۔ اصل کے آگے ظلم کو کوئی دعوئی نہیں پہنچتا ہے۔ خدا کے یہ کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔ یعنی ممکنات کے وجود اور کمالات وجود سب عرش یعنی بالعرض ہیں۔ سو اس طرح خدا کی توحید کو نقص فرماتے یعنی وہ موصوف بوہت الوہیت بالذات ہے اور سو اس کے اور ہوں تو موصوف بالعرض ہوں گے۔ اور وہی کی الوہیت اس کا نقیض ہوگی پر اس کی الوہیت کسی اور کا نقیض نہیں توحید یعنی مروض کو تنہائی وجود لازم ہے۔ اگر الطوار اطلاق یا عموم مجاز اس توحید کو کوئی اور جیسے سے عام لے لیجئے تو پھر وہوں طرح کی توحید مراد ہوگی کہ ایک مراد ہو تو ثانیان شان الہی توحید وہی ہے نہ کوئی اور۔ جسے یہ دیکھتے تو میرے خیال ناقص ہیں تو وہ بات ہے کہ سماع منعت انکار ہی نہ کر سکے۔ وہ یہ کہ توحید و نقد و بعد ہی ہو گیا و جدی مارتی۔ یہ تینوں نہیں ہیں۔ باقی مفہوم توحید و نقد و ان تینوں کے حق میں میں اور ظاہر ہے کہ شکل چشم و چشمہ معانی میں ان تینوں میں یوں پیدا نہیں ہو تو بعد کو شرک کہتے ہیں جس نہ کیجئے۔ سو لفظ وجود کی جگہ اگر موصوف توحید ہی کوئی مقوم عام ہی توجیز کیا جائے تو میرے۔ سو اگر اطلاق و عموم ہے تب توحید توحید و جدی ظاہر ہے ورنہ تسلیم تو ہم بعد ازالات التزامی خبر ثابت ہے۔ اور توحید کائنات قرآنی و حدیث اس باب میں کافی ہو کہ یہ مضمون ویر و توحید ہو گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی متعدد ہو گیا گو اتفاقاً مذکورہ توحید کوئی لفظ متواتر منتقل نہ ہوں۔ بعد ازاتر امداد رکعات والاض و وتر وغیرہ ہمیں اس کا حکم کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا حکم بھی کافر ہو گا۔ عرض توحید اگر اس معنی توجیز کر جائے تو ہمیں نے عرض کی توحید کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر سے ناممکن ہو گا۔ بلکہ اگر الفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو۔ جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ آدمی کوئی خدا پیدا ہو تو پھر بھی توحید الہی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

ولید علیہ کلام بلکہ ختم ہوا اس باعتبار ہے کہ وہ جواز میں بلکہ ازل میں اور تصدیق ہوئے کو توحید الہی کے پھر منافی نہیں جانتا۔ کافر ہو یا نہیں اور اس کا وہ لاعائے ربانی کہ توحید وجودی ہی ہے متواتر اور اس کا منکر کافر ہے۔ اس کفر سے اسے کیا پچھتاے گا۔ ہاں اس نے ربانی کہہ کر خود مراد ادا نہ کرے۔ اس سے اتنا بھی گیا کہ وہ دخل و تفریق نہیں جانتا کہ اس کی

تجزیر کرنا ہے اور وہ ارتداد ہے نہ توحید الہی کے کچھ معنائی نہیں جانتا یہ کیا کفر نہیں تو اس کی
انگلی کی طرف اس کے اس پچھلے لکڑ کو کیا اٹھائے گی نہیں نہیں وہ حریف قطعاً یقیناً کافر ہوگا اور
شیاطین اس کی بگڑی بنائے تو اس کے سر پر چڑھا دیں گا تو کرا دھرتے ہیں اسے تو کفر سے
بچا نہیں سکتے خود اس کے ساتھ کفر کے گڑھے میں گرتے ہیں کیسے یہ حق ہے یا نہیں ہے نہ تو
قبول کرو۔ نہیں تو جہد مل بیان کرو۔

سوال دہم: کیا ہر ممکن ذاتی جائز انوار ہوتا ہے آپ لوگ جو معاذ اللہ کذب باری کو ممکن
ذاتی کہتے اور بخوف مسلمان اس کے تجزیہ کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اگرچہ قطعاً تجزیہ بلکہ
ذوق کے قائل ہو۔ یہیہ کہ کتب مستطاب سجل السبوح سے ثابت ہے تو امکان و
تجویز کا فرق تو بھی جانتے ہو جو معتد المسند شریف ص ۱ کی عبارت کہ یہ کذبنا شدت
تخیر الناس سے فرق پہنچنا کمال وقاحت و بے شرمی ہے یا نہیں۔ معتد المسند شریف تو محمد
اللہ تعالیٰ ایک معتد کی تعریف ہے۔ آج تک کسی جاہل سے جاہل مسلمان نے بھی تذییر التمسک
کی سی یہ خیانتیں کی ہیں کہ نہ تم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں اس کا مارا دینا کلام اللہ کو مکمل کر دینا
ہے۔ نہ نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اور نبی بالعرض ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی جدید
کی تجویز کا عمل خافیت نہیں۔ کہاں تو یہ کہلے کفر اور کہاں وہ صریح حق کہ نبوت جدید ممکن الوقوع
نہیں جو اسے ممکن الوقوع کہے کافر ہے۔ جہود امکان ذاتی ہے۔ وہ بھی دعویٰ تمام میں نہیں۔ دو
خاتم النبیین جو نامحال بالذات ہے جو معتد المسند کے ارشادات عالیہ ہیں۔ یہاں فرق نہ
سمجھنا تو اس سے بھی بدتر ہے۔ جو حضرت مولوی معنوی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ
انچہ انسان ممکنہ کیلئے بزمیت ہم آں کند کہ نہ مرد و پند و بد ہم
اور ایمان بردہ کہ میں کہ دم ہو او فرق را کہ پند آں استیزہ جو
وہاں نقای تو تھی اسے تو اتنی بھی نصیب نہیں اور فرق کی طلب۔

سوال با نذر دہم: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے دھرم میں عز و جلیل ہیں یا نہیں۔
لہ العزت و الوہد لہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے یا نہیں۔ حضور کی ذات مقدسہ پر عزت و
جلالت کا حکم کرتا صحیح ہے یا نہیں۔

سوال دواز دہم: ہاں کہہ نصف قطعی قرآن عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ ان کے
بندے ان کے غلام بھی مزید و جلیل ہیں۔ اللہ عز و جل کی طرح محمد عز و جل کو ممانعت ہے یا نہیں
علمائے کرام نے اس کی ممانعت فرمائی یا نہیں اگرچہ تو اس ممانعت کی کیا وجہ ہے۔ آیا یہ
کہ عزت و جلالت معاذ اللہ ذات اقدس سے سلب ہے اور ذات مقدسہ پر اس کا حکم
کرنا صحیح نہیں یا اس کی وجہ محض اس لفظ سے متعلق ہے نہ کہ حکم کو شامل۔

سوال سیز دہم: جو اس ممانعت کی بنیاد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر عزت
و جلالت کا حکم کرتا ہی صحیح نہ جانتے وہ قطعاً لفظ عز و جل کے اطلاق کو منہج کرتا ہے یا خود معنی
عزت و جلالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنے کو باطل وغیرہ صحیح مانتا ہے۔ ایسا
ماننے والا مسلمان ہے یا کافر سی ہے یا بدین فاجر۔

سوال چہار دہم: شے پر شے کا حکم کرنا موضوع کے لیے معنی محمول کا ثابت کرنا ہے یا عرف
لفظ کا اطلاق کرنا جو حکم کی کو باطل ماننے اس کا یہ عندہ کہ میں عرف اس لفظ کے اطلاق کو رد کرتا
ہوں۔ حکم صحیح مانتا ہوں۔ صریح مکابہ ہٹ دھرمی عناد بے شرمی ہے یا نہیں۔

سوال پانچ دہم: ولیدیت سوال جو کہ زید اللہ عز و جل کو مبدع فیما بین کہتا ہے کہ فیضان کی
اس سے ابتداء ہے۔ زید کا استدلال اور یہ عقیدہ کیسا ہے۔ ولید اس کے جواب میں کہے۔

اللہ عز و جل کی ذات مقدسہ پر سمیت فیض کا حکم کیا جاتا کہ قبول زید صحیح ہو تو دریافت طلب
یہ امر ہے کہ اس سے مراد سمیت بتبطل بعض اشیاء ہے یا بتمام اکل العین اشياء مراد ہیں
تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مبدع ہونا تو ہم کہہ کر کہ ہمارا اور کافروں اور جاہلوں
کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ بعض کوئی نہ کوئی ایسی ذات کہ جس کی اسی سے ابتداء ہے
کہہ کر کہ اس میں نئی صورتیں مٹی سے بنائے ہیں جیسا سب سے پہلے عربوں کی کافرنہ جڑ سے سنسن
نبیہ بدلتی ابتداء سب سے پہلے بدلتی کی جہت بنانے کی ابتداء تھی ہے تو جیسا ہے کہ
جو کہ ہمارا اور کافروں اور جاہلوں کو مبدع فیما بین کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ کہاں میں
سب کو مبدع فیما بین کہوں گا تو جو سمیت فیض کو مبدع کالات الہیہ کیوں نہ کہ کیا جاتا ہے۔ جس امر
میں مومن بلکہ انسان کی محض سمیت نہ خود کالات الہیہ سے کہہ کر کہتا ہے۔ اور اگر

الزام نہ کیا جائے تو خدا و جبر خدا میں جو فرق بیان کرتا ہو ہے اور اگر التزام اشیا کی مبدئیت مراد ہے۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرضی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود راجعی ذات کا مبدع نہیں اگر کسی کا لیے الفاظ سے شبہ واقع ہو۔ جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا شہادہ مذکور ہے۔ خلاف کل شئی یا کل اس کے تو سمجھنا چاہیے کہ یہاں عموم استقراق متیق مراد نہیں کیونکہ اس کا استعمال اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ یہاں عموم و استقراق اضافی مراد ہے۔ یعنی باعتبار غایت بعض اشیا کہ اس پر قدرت کمالات ضروریہ متعلقہ بہ الوہیت سے ہے علم فرمایا گیا۔ پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ الوہیت کے لیے چرمدہ و قیاس لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو نسبتاً حاصل ہیں۔ الفاظ عموم کا عموم اضافی مانیں مستعمل جو ناحی و رات تبع السنہ میں بلا تکرار جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور تفسیر کی نسبت فرمایا گیا، واذنبت من کل شئی یعنی اس کے پاس تمام چیزیں ہیں یہ ظاہر ہے کہ اس کے پاس اس زمانہ کی میل اور زمانہ سابق اور عیسیٰ اور گیس اور نو و غیرہ ہرگز نہ تھے، وہاں بھی اشیا ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے۔ پس ایسا علم ثابت مدعا زیرہ گز نہیں۔ اگرچہ مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ یہ کا عقیدہ اور قول بر تاسر غلط اور خلاف اصول شرعیہ ہے۔ مگر اس کا قبول نہ کرنا کسی کو جان نہیں یہ کہ چاہیے کہ تو کہہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے۔ تمام برائی و ولید کی تقریر کفر تقریر تو آپ ہی فرمائیے کہ اس حدیث کا یہ جواب کفر ہے بحسب و تحقیق شان رب الابرار عز وجلانہ ہے یا نہیں۔

سوال شانزہم : اس نے اس کلام ملعون میں مبدئیت کی دو قسمیں مبدئیت کل و مبدئیت بعض کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں۔ کہو مانا۔ اور مراستہ مانا تو اس کے نزدیک مبدئیت الہی صاف ماف قسم دوم کی ہوتی یا نہیں۔ کہو ہوتی اور ضرور ہوتی۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں اللہ کی کیا تفسیر ہے۔ ایسا مبدع ہونا تو ہر کس کو ہر گھبراہ کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف مریج ہے پھر ہمارے لیے کمالش انکار اس نے کہا یا نہیں کہ جیسا مبدع اشیا ہونا اللہ کے لیے ثابت ہے۔ اب تو ہم کہہ کر گھبراہ کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے مراستہ اللہ کا حقہار کو گمانی دی یا نہیں۔ بلو دی اور

مزدوری۔

سوال ہفتم : حذف الایمان والی رسیا کی تقریر بعینہ ہی تقریر ولید کیا ہے یا نہیں کہو ہے اور ضرور ہے۔ اس کے معنی سے بھی اس کلام ملعون میں علم متعلق بقیوس کی دو قسمیں علم کل و علم بعض کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں کہو مانا اور مراستہ مانا۔ تو اس کے نزدیک علم ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاف مقدم کا ہوا یا نہیں۔ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تفسیر ہے۔ ایسا علم غیب زورید و غیرہ کی قسمی و محضون بلکہ جمیع چیزات و ہوائی کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف مریج ہے پھر ہمارے لیے کمالش انکار اس نے کہا یا نہیں کہ مبدئیت کا یہ علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔ ایسا تو ہر لاکھ لاکھ ہر چاہنے کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے مراستہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گمانی دی یا نہیں۔ بلو دی اور ضرور دی۔

سوال ہجیم : رسیا والا اپنے کفر پر پورہ ڈالنے کو ایک کریم گھبراہ کے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے الہ تعالیٰ ہونا نہ تھا۔ بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے ملحق بعض علم کو ایک ہی چیز کا سوا اور گودہ چڑا دی ہو رہی ہے۔ کہو نہ کہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ میں اس کی دلیل ہے و جو قول کہو کہ ہر شخص کسی نہ کسی بات کا علم جو ہے جو دوسرے سے مخفی ہے۔ یوں ہی ولید پھر کہتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا مبدع ہونا واقع میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے الہ تعالیٰ ہونا نہ تھا بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے ملحق بعض شے کا مبدع ہونا گودہ ایک ہی چیز کا ہوا اور گودہ چیز ادنیٰ درجے کی ہو کہو کہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ میں اس کی دلیل ہے و جو قول کہو کہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کہتا ہے کہ اس سے ابتداء ہے۔ ان ولید و ولید و ولید کا یہ کہ ایسا ہے اور دونوں مردود ہیں یا ایک مردود دوسرا مقبول تو جو فرق کیا ہے۔ ملاکہ دونوں نے بعینہ ایک کلام کہا ہے۔

سوال ثورہم : ولید پھر کے نزدیک اللہ عزوجل کا مبدع ہونا اور رسیا والے کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محض کل ہے یا محض بعض۔ اول کو

آپ ہی تو عقلاً و نقلاً یا نقل بتایا ہے تو ضرور واقع میں میریت خدا و علم مصطفیٰ الہیابی باتا ہے کہ رط سے کہ البتہ کہ کسکہ کسہ ہر پاگل ہاؤر کو حاصل ہے۔ پھر کو مر سے نہاگتا ہے کہ لفظ کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عالم واقع میں الہیوں جناب تھانوی صاحب یہ ان دونوں پید و پلید کی جمع نہ کر رہی ہے۔ انہیں۔

سوال لیسٹم: رسلہ والا دور اور فربہ یہ بتا ہے کہ کچھ اس عبارت سے چند شرط بعد و مری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بتا ہوا حاصل ہو گئے تھے۔ انصاف منظر ہے جو شخص آپ کو جمیع علوم عالم شریعہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ نعوذ باللہ زید و عروہ بنی و عروہ بنی و عروہ بنی کے علم کو آپ کے علم کے مماثل بتلائے گا۔ کیا زید و عروہ بنی کو یہ علوم حاصل ہیں۔ یہ علوم تو آپ کے فضل و کرم سے انبیاء و ملکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں ہیں۔

یوں ہی ولید پید و پلید بتا ہے کہ کچھ اس عبارت سے چند شرط بعد و مری عبارت میں تصریح ہے کہ الوہیت کے لیے جو مہتممین لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بتا ہوا حاصل ہیں۔ انصاف منظر ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو جمیع مہتممات عالم شریعہ متعلقہ الوہیت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ نعوذ باللہ زید و عروہ بنی اور کسکہ کسہ ہر پاگل ہاؤر کو حاصل ہے کہ نبوت کے متعلقہ علم زید و عروہ بنی کو یہ مہتممین تو انبیاء و ملکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔ ان دونوں

پید و پلید کے اس فربہ میں کیا فرق ہے۔

سوال لیسٹ ویکم: کیا ان دونوں پید و پلید کے اس کر کے ان ملعون کموں کی شناخت اٹھ جائے گی۔ کہیں میریت اللہ کی ہے ایسی تو کہ کسکہ کسہ ہر پاگل ہاؤر کو حاصل ہے۔ جیسا علم حضور کو ہے البتہ ہر پاگل ہاؤر کو حاصل ہے۔

سوال لیسٹ دوم: رسلہ والا تصریح چال یہ بتا ہے کہ ایک اس شق پر جو حضور لازم کیا گیا اس پر زور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ بعض علماء غیبیہ کے مراد لینے پر خرابی تلافی ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الہی یعنی اس صورت میں آپ کی تخصیص نہ رہے گی۔ بلکہ زید و عروہ بنی اس صفت میں آپ کے شریک و مشابہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ آپ کی صفات خاصہ کما لہ میں آپ کا کوئی شریک و مشابہ نہیں

اس لیے یہ شق بالکل ہونی۔ یوں ہی ولید پید و پلید کہتا ہے کہ ایک اس شق پر جو حضور لازم کیا گیا ہے اس میں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ بعض بعض اشیاء مراد لینے پر خرابی تلافی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے الہی۔ یعنی اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی تخصیص نہ رہے گی بلکہ زید و عروہ بنی اس صفت میں آپ کے مشابہ و شریک ہو جائیں گے۔ حالانکہ اس کی صفات خاصہ کما لہ میں کوئی اس کا شریک و مشابہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ شق بالکل ہونی۔ ان دونوں کی اس پال میں کیا فرق ہے۔

سوال لیسٹ و سوم: و سوم: ان دونوں پید و پلید کی یہ چال مرئی ہے یا نہیں۔ کی تو صاف صاف نفی تخصیص کہ یہ اللہ و رسول سے خاص نہیں۔ یہ کہ کسکہ کسہ ہر پاگل ہاؤر کو حاصل ہے اور بتا چاہتے ہیں طلب تخصیص۔ یعنی ہم نے تو یہ کہنا تھا کہ ایسے ہونا چاہئیں کہ اللہ و رسول سے خاص ہوں۔

لے ایمانو! تخصیص تو وہ چاہے حوائج کی صفت مانے۔ تم دونوں تو اللہ و رسول پر ان کا علم ہی صحیح نہیں ماننے ذکر ان کی ان کے لیے خصوصیت چاہو۔

شرم بابت از خدا و از رسول

کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں پید و پلید کی مکاری سے بڑھ کر اور کیا مکاری ہوگی۔ لیکن کفر اور انکسوں میں انکسین ڈال کر اسے اسلام بنانا چاہیں۔ کیوں جناب تھانوی صاحب کیا جو خود کہا اسے اس کی تخصیص پر عمل کر کے کہ کافر مسلمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

سوال لیسٹ و چہارم: رسلہ والا جو تھا داؤ یہ کہتا ہے کہ اگر بزرگ معترض تشبیہ کے لیے بھی ہو تب بھی علم زید و عروہ بنی کو علم رسول سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جن کو آپ ذکر کر رہے۔ یوں ہی ولید پید و پلید کہتا ہے کہ اگر بزرگ معترض تشبیہ کے لیے ہی بہت بھی مہتممین زید و عروہ بنی وغیرہ کو مہتممین

لے جلد وصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لے ہم مسلمان کہتے ہیں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

خاص تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض مبدئیت سے تین کا اوپر ذکر ہے ان دونوں کے اس میں
واو میں کیا فرق ہے۔

سوال لبت و منہم جناب تہاوی صاحب ملاحظہ ہو کہ ایمانی کے ساتھ ان دونوں بے
ایمانوں کے واسطے بھی جاتے رہے ہیں۔ اسے سبحان اللہ علم نزدیک تشبیہ دی ہے مطلق بعض علم
سے۔ مبدئیت نزدیک تشبیہ دی ہے مطلق بعض مبدئیت سے۔ اگرچہ ایک کی سلیم الحواس نے فرد کو
مطلق سے تشبیہ دی ہے۔ جیسے کہ تہاوی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی۔ کیوں جناب
تہاوی صاحب ان دونوں مکاروں کا یہ کہنا نادواؤ ان کی نصہ لینا یا جتنا ہے یا نہیں۔ بلکہ لفظاً
ایک فرد کو دوسرے سے تشبیہ دی اور وہ مطلق جو تشبیہ ہے کہ دونوں میں مشترک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو ہر پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی۔ اللہ عزوجل کی مبدئیت ہی کو
ہر لنگر کمار کی مبدئیت سے تشبیہ دی اور پھر بے ایمان بعض منہ زوری سے مسلمان پکڑنا
چاہتے ہیں۔ ان سے کہتے ہیں بیشور دور و دور، تمہارا ائمہ اور مسلمان کیوں جناب تہاوی صاحب
یہ شک ہے یا نہیں۔

سوال لبت و منہم رسیدی والا پھر ان میں یہ گناہ تھا ہے کہ بلکہ بعض محال اگر علم رسول
سے بھی تشبیہ ہوئی۔ تب بھی اس کی وجہ نہ ہوئی بلکہ مرنا اتنے ارشاد کی طرح مطلق بعض غریب
کا حصول آپ کے لیے علت ہو گئی۔ الملاق عالم الغیب کے لیے اسی طرح مطلق بعض غیب
کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو گیا۔ ملاق عالم الغیب کے لیے اگرچہ یہ دونوں
بعض متعارف نہ ہوں۔

یوں ہی ولید علیہ السلام کہتا ہے:

بلکہ بعض محال اگر مبدئیت خدا سے بھی تشبیہ ہوئی تب بھی اس کی وجہ نہ ہوئی بلکہ مرنا
اتنے ارشاد کی طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول اللہ کے لیے علت ہو گیا۔ الملاق مبدع
فیاض کے لیے اسی طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گا
الملاق مبدع فیاض کے لیے اگرچہ یہ دونوں بعض متعارف نہ ہوں۔ ان دونوں کی اس جعل سازی میں
سلب ہم سہا کی گئی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا فرق ہے۔

سوال لبت و منہم جناب تہاوی صاحب ان دونوں بے ایمانوں کی مکاری دیکھئے۔
لنگر کمار کی مبدئیت اور اللہ عزوجل کا مبدع ہونا مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق مبدئیت بعض
و تشبیہ اور صحت الملاق مبدع فیاض کے لیے علت تھنا اس پر متفرق کر نہایت نے یہ تشبیہ
دے کر اس پر تفرق کی تھی کہ تو یہاں کہ کمار کو مبدع فیاض کہا جائے یہ تو نہی ہر پاگل جانور کے
علم اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق علم بعض
مغیباب و تشبیہ اور صحت الملاق عالم الغیب کے لیے علت تھنا اس پر متفرق کر دے کہ نے یہ
تشبیہ دے کر اس پر تفرق کی تھی کہ تو یہاں کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ اب دونوں
نہایت و مرکہ اس تفریق ہی کو جو تشبیہ کیے جیتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان بدتراسوں
کی منت ٹھکانے ہے۔

سوال لبت و منہم رسیدی والا چھٹا جعل یہ کہتا ہے کہ ایسی تشبیہ میں بعض الوجود تو
نفس طعی قرآنی میں مجبور ہے:

قل انما انما نشتر متشكك۔ ان تصفون انما المون فانهما صيا المون كما قال المون۔
اول میں قبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسری میں غیر مقبول کی ایک
حالت کو مقبول کی حالت سے تشبیہ دی ہے۔ بعض اسی طرح ولید علیہ السلام کہتا ہے۔ ان دونوں
کے اس جعل میں کیا فرق ہے۔

سوال لبت و منہم جناب تہاوی صاحب آپ نے ان میں تیشوں کی بے ایمانی دیکھی۔

سلب اب بھی تو دونوں کر دے ہیں کہ اسی طرح مطلق بعض کا حصول علت ہو جائے گی۔ الملاق کے لیے یعنی
یہ لازم آئے گا۔ یہ تفریق ہی کی وجہ سے تشبیہ پر دیکھیں کہ اس میں تیشوں کا۔ اگر کہ اس لیے کہ علت ہوئے
میں دونوں متشکک ہیں تو کھلا معارضہ علی الملوب اللہ ان کی وجہ اشتراک فی العلیتہ لا جرم لنگر کمار علم اقدس
حق تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندر ہر پاگل جانور کے علم دونوں کے سے ہیں تو جیسے وہ علت ہو گیا ہے بھی ہو گیا
ہر پاگل جانور کے لیے اب علم اقدس کو ان ذیلوں کا علم بنانا ہے اور علت الملاق کو اس پر متفرق دیکھنا فانی توجہ۔

کہاں نہ مسلمانوں کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا اگر کڑائی میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ تو ایسی ہی تکلیف کا فزون کبھی بھی نہیں ہے اور کہاں ان علیہ وسلم کا ایک کمال خدا و رسول کی نفی کے لئے یہ کہنا کہ عیسٰی مسیحیت اللہ کے الٰہی کو پرکھ کر کہا۔ کہ ہے۔ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھالیا تو ہر بلکل جانور کو ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب ان بے ایمانوں کو کبھی مسلمان کی ہوا بھی گی ہے اور جب ان دل کے اندھوں کو کیاں فرق نہ سوجھا تو یہ کیا سوچے کہ مولیٰ عزوجل اپنے بندوں کی نسبت جو فرماے یا جو بیان الہیہ و واضح جو اپنی نسبت فرمائیں انہیں دوسرا تحت بنا کر اپنی طرف سے کیے تو ایمانی سے جلتے، زبان گدھی کے پیچھے سے کھینچے جلتے جہنم کی آگ میں فقہ اندک الاشراف الرشید کہہ کر کھلا دیا ہے۔
اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا:

يَحْيٰى اٰمَدِمْ دِيْهَ فَعُوْى -

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انھا ان ائین امر آت قرشیة تا حلی القدید -

دوسرا کہہ دیجئے۔ جناب تھانوی صاحب آپ نے سنا جو کہ کافروں نے رسولوں سے کہا:

ما اتقہم الا بشرو مثلنا -

کیا مسلمان بھی ایسا ہی کہتے تھے۔

ہم سر ہی بالولیا برداشتند

اغیارا ہجو خود پیدا اشتند

کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں طیر و طیر کہنے لاکو تفت کی جائے۔

مسوال ششم: رسلہا والاساتواں چلے جلتا ہے کہ البتہ اگر کوئی اس تشبیہ پر گفتگو کرے

وجہ تفاوت و تفاوت کو بیان نہ کرے تو یہ تشکک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ

بیان ہو۔ جیسا قرآن مجید میں مفصل ہے کہ بعد یوحٰی اٰتی اور قالہون کے بعد توحید

من اللہ ما دیر جوی ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متعلق و متناقص ہے۔

آپ کا جامع علوم لازمت نبوت ہونا مصرح ہے بلکہ بیان تفاوت پر وال ہو۔ پھر کیا قیامت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ چوتب تو تشبہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ ہوں ہی ولید علیہ کتات ہے۔ کہ البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر گفتگو کرے تو یہ تفاوت و تفاوت کو بیان نہ کرے۔ تو بے تشکک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں مفصل ہے کہ بعد یوحٰی اٰتی اور قالہون کے بعد و توحید من اللہ ما دیر جوی ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متعلق و متناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جامع نبات لازم الوہیت ہونا مصرح ہے بلکہ بیان تفاوت پر وال ہو۔ پھر کیا قیامت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ چوتب تو تشبہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ ان دونوں کے اس چل میں کیا بل ہے۔
مسوال سی و یکم: جناب تھانوی صاحب آپ نے بے ایمانوں کی نہایت دیکھی۔ کیا اللہ و رسول کو یہ تشبیہاں دینا اس وقت کہ فرسے کہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی کوئی خوبی نہ بیان کیا اور اگر اس کے ساتھ ایک آدھ خرابی بیان کر دو تو پھر اللہ و رسول کو عیسٰی ذیل سے ذیل چاہو تشبیہیں دو کچھ قباحات نہیں۔ قیامت تو جب سوچے کہ دل میں اللہ و رسول کی عظمت ہو ایمان ہوا محبت ہو۔

مسوال سی و دوم: جناب تھانوی صاحب خفا ہونے کی بات نہیں جو اللہ و رسول کو کہہ چکے ہو۔

اپنوں کو بھی کہو گے یا وہاں غیظ و غضب سے بھر گئی آگ میں ہو گے۔ آپ کی ذریات سے فیضات

یہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے عیسٰی ناپاک سے ناپاک بات چاہیں۔ اللہ اور رسول

جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں مزہر کہہ رہا ہے تو وہ سب فیما در اور کمال طائی

کا چہرہ۔ اس پر اہل اسلام ہر ان دشناموں پر حکم شرع لگا دیں یا قیامت پر ان کا ٹھوکا ہوا

ان کے مزہر پر لٹیں تو بے تشبیہاں ہیں ہزار ہی گھٹو کہتے ہیں۔ قابل خطاب نہیں لائق کلام

اہل جناب نہیں۔ اس دُشنامی بے حیائی کی کچھ حد ہے تو بات کیا ہے۔ یہ کہ تمہاری جوی عزت

ساختہ وقت ان کی گناہوں میں اللہ و رسول کی سچی عظمت ہے بدرجہا نام نہ ہے۔ جب تو

ثم اللہ و رسول کو عیسٰی چاہو کہ کیا ان دو۔ ان کے کھونٹے کیلئے شکر اور اس پر مسلمان تہلدا

نام الف کے لئے ہیں تو بے تشبیہاں ہیں۔ دفعش کلام میں: لا لعنة الله على الظالمين

بزرگ کا فیصلہ تو روز قیامت ہوگا۔ وہی آیت اللہ بحکمہ دینکہ لودہ الغیلۃ جو آپ نے اپنی لبط البنان میں الٹی پڑھی اور ترجمت ہونے کے لیے اس کی لوح پر چڑھی کہ سب نبی القرآن والقرآن یلعنہ وہی انشاء اللہ العزیز روز قیامت تمہارے گلوں پر سوار ہوگی اور پھر اللہ رسول کی کامیوں کے جواب میں تمہیں کچھ کہنا ہے تمہیں بتانا ہے۔ ان سب سے بھی سوال ہوگا:

قفوہم انہم مسکونون

ان سے سوال ہوتا ہے کہ اللہ رسول تمہاری نگاہ میں ایسے ملے تھے اور ان کے یہ بزرگ عین اتنے ہماری تمہیں یا تمہارے ماں باپ کو کوئی آدھی بات کہتے تو تہذیب والہانیت سب بالائے طاق رکھتے، ایک کی دیکھ کر بھی چھپا نہ پھوڑتے اور اللہ رسول کے دشنام دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس لیے نفس غیظ و سبعلہ الذین ظلموا اہی منقلب یقلبون نیزہ روز قیامت کا تصور ہے۔

اللہ بحکمہ بیننا وھو خیر العالین۔

اس وقت آپ سے ایک سادہ عرض ہے۔ سیدھی طرح انسان بن کر بیٹھے اور ہونے کو جواب دیجئے۔ روز توفیق ملے تو کلمہ اسلام پڑھ کر توبہ کیجئے۔ ہاں اولیہ ولیدہ دونوں نے اللہ رسول کو تو وہ کچھ کہا کہ جیسی مہینیت اللہ کو حاصل ہے۔ ہر کس کس کبار کو حاصل ہے جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ اہل اسیر یا گل ہر حال اور کو ہے اور اس پر جو خبر مسلمانوں نے تمہاری تو لبست البنان میں ان سات جہوں حوالوں کی سوچی اور سمات ٹھہر لیا کہ اللہ رسول کی جناب میں ایسا مہ کھول دینے میں کچھ تباہت نہیں۔ اب سوال ہے کہ اگر سعید و حمید وغیرہا کہیں کہ جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا تو

سلحہ بل وعلاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ہر کہنے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا ہر کو کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب تھانوی صاحب کو ہے ایسا تو ہر کہنے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب دہلوی کو تھا ایسا تو ہر سوہ کو ہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت کہنے کی سی تھی۔ جناب نانوتوی صاحب کی شکل تو کی سی تھی۔ جناب تھانوی صاحب کا چہرہ گدھے کا سا ہے۔ جناب دہلوی صاحب کا منہ سور کا سا تھا اور وہ شہر یہ تیا ہے کہ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض علم سے اور کہتے تو گدھے، سور کو بھی بعض ہے۔ اگرچہ خیابان مذکورین کو درپٹا کا علم تھا آج کل مولوی کملانے کو لازم و ضروری ہے۔ کہتے، آؤ، گدھے، سور سے ڈر

ہے۔ خیابان مذکورین کا منہ، چہرہ، شکل، صورت بھی مخلوق ہے۔ حادث ہے، فانی ہے۔ اور کہتے، آؤ، گدھے، سور کے منہ بھی مخلوق حادثات و فانی ہیں۔ اگرچہ آدمی چکر کملانے کے لیے جو لغزش لازم و ضروری ہے خیابان مذکورین کو تمہارا حاصل ہے فکیر ایسا کہنا آپ حضرات پسند کریں گے۔ کیا اسے ان خیالوں کی توہین نہ کہیں گے۔ کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا۔ اور اب اس پر اڑے ہو چھوٹے بہانوں سے اسے بنانے کے پیچھے پڑے ہو۔ بونہی لکھ کر اپنے منہ و دست و پا سے سی الفاظ لکھ دی و نانوتوی و اسماعیل دہلوی کی نسبت چھاپ دو گے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے کر لڑے۔ کیا یہاں جاری نہیں سب لعینہا جاری ہیں۔ حمید و سعید کہتے ہیں کہ ۱۔ ایسا سے مراد مطلق بعض وفانی ہے نہ کہ واقع میں ہے خیابانوں کے علم و رخ تھے۔ ۲۔ اس عبارت میں تصریح ہے کہ علم و شکل بقدر لازم مولویت و انسانیت انہیں حاصل تھے۔

۳۔ حکیم شہت کی نفی کی تھی کہ تخصیص چاہیے اور یہ خاص نہیں۔

۴۔ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و اسماعیل دہلوی صاحبان کے علم و رخ کو کہتے، آؤ، گدھے، سور کے علم و رخ سے تشبیہ نہ دی کہ مطلق بعض علم وفانی رخ سے۔

۵۔ تشبیہ سے بھی تو من کل الوجہ دیکھی۔

۶۔ من بعض الوجہ ناقص و کامل کی تشبیہ قرآن علیہ میں موجود ہے۔

۱۔ فقط تشبیہ پر سکوت تھا تو ایک بات تھی۔ ہم نے ساتھ ساتھ دو چیز تفاوت میں نوٹنا دی۔
تو کیا دیکر کہ آپ یہ عذرات اپنے بڑوں کے حق میں نہ سنیں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے پاسے میں گھڑیں۔ بلکہ آپ کو توحید و معبود کے غدر پیش کرنے کی بھی حاجت
نہ چاہیے۔ آپ خود ان عذرات کے بادی ہیں وہ کہتے جاملے کہ گلوپی صاحب سو کر کلام
ہیں۔ تاوی صاحب گھر سے کش تھے۔ اسماعیل بڑی صاحب کہنے کی مانند تھے اور آپ
شائبہ نش دیتے۔ اور انا صدقنا کہتے جاملے۔ بلکہ حمید و سعید کے کہنے پر کیوں رکھیے۔
خود ہی وہ لائق و بلند خطا بات اپنے ان بڑوں کی نسبت لکھ کر چھاپیے اور ہزار پانسو نسخے
پہن بھیجے۔ کہ آپ کی خفض الایمان کی طرح ملک میں شائع کریں اور آپ کا نذر مسلمانوں کو
سنا لیں کہ:

بھائیو جناب حق تعالیٰ صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی خاص
عداوت نہیں ان کی بولی ہی یہ ہے وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ کیوں حق تعالیٰ صاحب
ہے۔ صلاح کیسی تمہارے نفع کی کسی۔ یاں ہاں وہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تھے۔ جن کو مزہ ہو گا اور چھاپ دیا۔ اپنے بڑوں کی طرح ایسا لکھ کر چھاپا رہا تو پھلے
گا۔ یہ ہے تمہارا اسلام۔ یہ ہے تمہارا ایمان، اللعنة اللہ علی الظالمین۔ مسلمانوں
اس سے زیادہ اور بھی وضوح حق کا ذریعہ ہے۔

سوال نمبر ۱ و سوم، جناب حق تعالیٰ صاحب آپ علیہ وعلیہ واولیہ وسلم کو کھلا ہٹ اکٹھریں
عیاری ملا سزا کریں۔

مسلمانوں نے جب ان بے ایمانوں پر تو الزام لگایا کہ خود کو تم نے دو ہی قسموں میں
صحر کر لیا۔ یا تو کل کو محیط ہو۔ اس طرح کہ ایک طرف بھی خارج نہ رہے۔ (محفوظ ایمان صحت)
یا مطلق بعض کو وہ ایک ہی چیز کی قدر ہو گو وہ چیز ادنیٰ ہی دیر کی ہو۔ (بسط الایمان ص ۴)۔
جس کے سبب تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کی مبدییت بے پایاں اور یزید عربوں کی اور
ہر گھر گمبار کی ذلیل مبدییت میں کچھ فرق نہ رہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علوم نے انتہا اور یزید و عرب اور ہر پاگل جانور کے ذلیل علم میں کچھ تفاوت نہ رہا۔ جس کی

بنابر او و یزید پر تو چھینے بیٹھا کہ خدا کو گمبار میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے اور رسالہ اولے
یہ تو چھینے بیٹھا کہ نبی اور چھینے کے وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔ ہر کوئی تو خدا کی قدرت سے بھی کلی
ہو نہ کر بعض پر قدرت ہر عداوت سے تو اس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت
توزید و ذکر و بکبر بھی و جن کو بلا کیس جہالت و ہماہم کے پہلے ہی حاصل ہے اور اگر کل اشیاء
پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کی ایک فرعون بھی خارج نہ رہے تو اس کا سلطان دلیل عقلی و
نقلی سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باقی ہی ہے اور اسے خدائی ذات پر قدرت
نہیں۔ یہ دیکھ کر نصیحتوں کے بیٹ میں چپے ہوئے ڈرے۔ اب ان دو احوالوں کے ساتھ اسرار
اپنی عیارتوں میں تو اس کا کہیں تیار نہ تھا۔ لہذا یزید و زبیر نے اہل ایک ہی
شق کے دو محکمے کر کے وہ تیسرا میں داخل کر لیا۔ رسالہ اولہ لایا ہے ایک شق کو درج
حق کہ آپ کو عالم الغیب کو کہیں کہ تو تیار جمع علوم فرقتا جبر کے اور نہ تیار مطلق بعض
علوم کے تاکہ اشتراک لازم آئے۔ بلکہ بنا پر مطلق واقعہ غلطیہ کے جو دروں کو حاصل نہیں۔ سو یہ
شق بیان نہ کرنا ضروری نہ گھر اس کی طرف بھی نہ جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے۔ کہ
اگر الزام نہ کیا جادے تو یہ فی حق نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی اگر آپ کو عالم الغیب
کہنے کو دروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا الزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے متبرہ ہونے
پر دلیل لانا ضروری ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عالم علم شریفہ کی یہ غیر شریفیت ہے عالم الغیب
کو اخلاق کے کی ایمانیت ہی۔ یعنی یزید لیکھتا ہے:

ایک شق بیان اندر صلحتی کہ اللہ تعالیٰ کو مدعیہ فیاض کو کہیں کہ تو تیار مدعیہ فیاض
اشیاء حتیٰ کہ خود ذات الہی کے اور نہ تیار مطلق مبدییت بعض اشیاء کے تاکہ اشتراک
لازم آئے۔ بلکہ بنا پر مدعیات واقعہ غلطیہ کے جو دروں کو حاصل نہیں سو یہ شق بیان نہ کرنا
ضروری نہ گھر اس کی طرف بھی نہ جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر الزام نہ کیا جائے
تو خدا و فرعون و امیں و یزید کو یہی کہ تو تیار مدعیہ فیاض مدعیہ فیاض مدعیہ فیاض مدعیہ فیاض
دوروں کو مدعیہ فیاض نہ کہنے کا الزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے متبرہ ہونے پر دلیل
لانا ضروری ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے کہ مبدییت اشیاء شریفہ کی یہ غیر شریفیت ہے

مبدعاً فیما عن اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب تھانوی صاحب ذرا ان دونوں حدوں کی عقل کے تابع فرمائیے کیا کسی ذی عقل مسلمان کے وہم میں بھی یہ شبہیں گزرنے کی تھیں کہ ذیل سی دلیل اور ادنیٰ سے ادا فی صفت جو ہم کسکر کسار ہر باطل پر اپنے میں پائی مائے۔ ہم اس سے اللہ و رسول کو موصوف کر کے ان کی یہ تصریحات کرتے ہیں یا یہ کہ جب تک اللہ خود اپنی ذات کا مبدع نہ ہو جائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے علم الہیہ کو محیط نہ ہو جائیں۔ ہم ان کی یہ تصریحات نہ کریں گے۔ بلکہ قطعاً یقیناً ان تصریحات کا منشا وہی شق تھی۔ جسے یہ عقائد استہجوئے کہنے کو اس بے ایمانی کی کچھ حد ہے کہ خصم کے مقابل وہ صرف باطل شخص جو ہرگز نہ اس کی مقبول نہ اس کو مقبول نہ کسی عاقل کے نزدیک معتقل ان کا اعلان بیان کر دیکھے اور شق صبیح کو لیتا وہی ان کے خصم کی مراد اور ہر عاقل کا ذہن اسی کی طرف جائے یوں چھوڑ جائے یا بغرض غلط اشارہ کے گھونٹ میں چپا بیٹھے سے آپ بھیجیں یا آپ کا بیٹھ۔

کیوں تھانوی صاحب باطل کے سوا کوئی بھی ایسی پلید حرکت کرے گا؟
کیوں تھانوی صاحب اصل مقصود کو پرہیز میں چپا جاتا تھا تو لیہ بنا جاتا اور دوسری جمل باتیں کر کسی کے وہم میں بھی نہ جوں۔ ان کو یوں چک چک کر قبول بیان میں لانا باطل کے توا کس کا کام ہے؟

کیا آپ ان نیشتر سے نہ پوچھیں گے کہ مراد کو کس نے کہی نہیں کہ تم ان کو رد کرتے ہو۔ اور جو مرید داغ مارا تھا اسے خود کر چیت جیتے ہو۔ آخر باطل تو ہم نہیں بلکہ تجھ سے بچنے کے لئے دانستہ جیتے ہو۔ کیوں تھانوی صاحب کسی بھی۔

سوال سی و چہارم: اصل مقصود یوں بیکار دو مل باتوں پر لگانا جو کسی طرح ان کے خصم

ملہ بل و علا و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا کسی کے وہم میں نہ تھیں اور اس پر وہ باطل یا کمال کا مکر جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے۔ ایسا تو ہر باطل پر اپنے کو ہے۔ جیسا بدعتیض خواہے ایسا تو ہر کسکر کسار ہوتا ہے۔ جناب تھانوی صاحب آپ اس قصہ کی تبدل بحث کا کچھ اور فائدہ بتا سکتے ہیں سوا اس کے کہ ان پلید و بدید کو منظر ہی پر تھاکر اللہ و رسول کی جناب میں خباثتیں کیلیں۔ اصل مقصود یہ بحث کرتے تو وہ ان ملعون لفظوں کی کب گنجائش ملتی۔ دوسرا کوئی طعون بات کہے تو اس کی شہادت ظاہر کر کر ہی مجبور ہی ہے۔ مگر بات کہ نہ دوسرے نے کہی نہ اس کے جواب خیال و ہم گمان میں نہ کسی عاقل کے نزدیک اس کی اصلاً گنجائش تھی وہ اپنے دل سے تراش کر لاکھڑی کر کر اور عظمت والی باتوں پر گالیاں برساتی سوا اس تعلیت بد باطل کے کس کا کام ہے۔ جسے مقصود ہی اللہ و رسول کی جناب میں گالیاں کہنا تھا۔ کیوں جناب تھانوی صاحب آپ کسی مسلمان عاقل سے اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں۔

میں جانتا ہوں آپ بے مثال نہ سمجھیں گے۔ اللہ و رسول کی جناب میں آپ بیکہ ہیں۔ تم تفہیم کے لیے مثال پیش کریں تو معاف فرماتا۔ جانتا ہم تو وہ نہیں کہتے بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی آپ صاحبوں نے کی اور اہل بھیجی اور اسے بنائے کی رات دن فکر کھی تو یہ رکھنا ہے کہ اگر اسی طرز کا کلام کوئی بیجا کہتیں اور تمہارے بڑے کو کہے تو لڑنا لگے۔ جس سے تم سچے جاؤ کہ ان واقعی تم سے گستاخی ہوئی اور تم نہ جھوٹے مسلمان سمجھیں۔ جراتہ تقریر اپنے لیے اتنا برا لگتا۔ خدا اور رسول پر بے دھڑک بکا۔ ایمان کا حال معلوم ہو گیا۔ لہذا دریافت ہے کہ زیور کے حضرت اسماعیل دہلوی و جناب لکھوی و جناب نانوتوی و جناب تھانوی صاحبان پر ایک صاحب نے لکھی ہیں۔ اس پر اگر کوئی بیجا بول اٹھے کہ اگر بے نظیر سے یہ مراد کہیے لوگ معاذ اللہ کی طرح و حدوداً لا شرک لہ ہیں۔ جب تو اس کا اعلان ذیل نقل سے ظاہر ہے اور اگر یہ مراد ان میں ہر ایک نے لکھی ہے دفعہ چہارم کا ایک رستہ سے تو اس میں ان کی کیا تخصیص یہ سوراخ تو ہر گز نہ ہو سکتا۔ سو کہتے تو جانتے تھے تو جانتے سب کو بے نظیر لکھا جاتا ہے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ میں

میں ہر کسے، سورت کو بھی بے نظار کون کا تو بے نظار کہنے میں ان صاحبوں کا کیا کمال پھر جس میں کہتے، مؤثر تک شریک ہیں اور اگر التزام نہ کیا جائے تو جناب اسمعیل دہلوی، گنگوہی، نانوتوی، تھانوی کتے، مستحقین وچہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو اللہ کرنا ایک بیان کرنا کیا اسے ان صاحبوں کی توہین کرنے والا نہ بنا لو گے۔ حذر جانو گے اور ہم بھی کہیں گے کہ اس نے بہت پیہودہ بات کہی ہے تبذیری برقی اس سوراخ پر بے نظار کہنے کے کیا تمنا یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا یا اس طرف کس کا ذہن جا سکتا تھا کچھ نہیں بلکہ اس نے بال کوان معذرت کے سوراخ بکھانا تھے۔ اس لیے بحث بدل کر اصل مقصود وچھوڑ کر ان کے سوراخ کے لیے کر چلا۔

ایمان سے کہنا بعینہی حالت ان دونوں پلید وبلید کی ہے یا نہیں۔ ہر کس کے کما رہتی نئی بات کر لیتا ہے۔ ہر پاگل پر یا یہ ہر کس آدھ بات دوسرے سے منہ مانتا ہے۔ اس پر مبدعہ فیض ہوتے یا مقرب جاننے کا حکم کس نے کیا تھا یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا یا اس طرف کس کا ذہن جا سکتا تھا کچھ نہیں بلکہ ان ٹپا کون کو منظور ہی یہ تھا کہ اللہ و رسول کی جناب میں ایسے ذلیل وشرمندہ الفافکیں اس لیے بحث بدل کر اصل مقصود چھوڑ کر مطلق بعض علم و مبدعیت کے کر چلے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ اس شخص کو عقلا عرف بے تہمت کہیں گے۔ اور اس وبلید اور رسیا والے بلید کو کا فر مزید کہ اس کی بے باکی اسیل وگنگوہی و نانوتوی و تھانوی کے ساتھ حق اور ان پلید وبلید کی گستاخی اللہ و احد تبار اور حضور سید الاراک کی بارگاہِ رحلہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وسیع علمہ الذین ظلموا اسی منقلب یقلبون۔

سوال سی وپنجم جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہوا ان دونوں پلید وبلید کا صاف مریخ کا نسل تقریر یہ ہے کہ اس حکم کی صحت کا نشانہ یا مطلق بعض علم و مبدعیت ہے یا علم و

مبدعیت جھپٹ کٹانی باطل ہے اور اول میں اللہ و رسول کی کیا تخصیص ایسے علم و مبدعیت تو ہر پاگل ہر سائنس و ہر کس کو حاصل ہیں تو ان سب پر یہ حکم صحیح ہو چکا ہے۔ یہاں تک بزرعہ خواتین کہ لیا کہ یہ منشا سب میں مشترک ہے اور ہر کس کو فرق نہیں۔ اسی باتے فاسد پر یہ پتا کی جتنی کباب وحوال سے خالی نہیں یا تو التزام کہ نوکر ہاں ہم سب کے لیے یہ اوصاف ثابت ہائیں گے تو اس میں اللہ و رسول کا کیا کمال ہوا جس میں جان و تک شریک ہیں اور اگر کوئی نہیں نہیں بلکہ اللہ و رسول کے جیسے ہائیں گے اور ان کے جیسے ہائیں گے تو اللہ اور کس کے کما اور جتنی اور پاگل سائنس و ہر فرق تبار و ملت کے مطلق علم و مبدعیت کا حصول تھا سب میں مشترک ہے۔ پھر حکم اللہ و رسول کے ساتھ خاص اور کما کس کے پاگل سائنس سے منطقی ہونا کیا معنی یہ صاف مریخ ان کی تقریر کا منطوق ہے۔ اس میں تقریری شق کدھر سے آگئی۔ ابتداء کے کلام ان لفظوں سے جتنی کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے اللہ کی کیا تخصیص ہے الہ۔ جن کا صاف مطلب نفی فرق تھا۔ یعنی انہی بات میں سب برابر ہیں کہ سب میں مشترک ہے کسی کی خصوصیت نہیں اور اتنا ہے کلام ان لفظوں پر جوتی کہ نبی غیر نبی میں وچہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ یہ بھی وہی بات جوتی کہ اس امر میں نبی و غیر نبی میں کچھ فرق نہیں۔ خدا و غیر خدا میں کچھ فرق نہیں ہوتا تو کیا کچھ فرق ہے۔ تو اول کا آخر مسلسل متلاصق مناسقی کلام کا آدھا ایک ٹوڑ کھن زبانی زور سے تیسرا احتمال داخل کیے جیتے ہیں جواس تقریر کے بالکل خلاف ہے بیان تو نفی کی ہر جوتی ہے اور اس تیسرے احتمال پر فرق تسلیم کیا ہے۔ وہ بھی اتنا ظہیر کہ آسمان و زمین کے فرق کو اس سے کچھ نسبت نہیں یعنی کماں خدا کی مبدعیت کماں کس کے کماں کی کماں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و قیام کماں پاگل سائنس کے۔ کہوں تھا تو اسی صاحب نفی فرق کی شق کو تسلیم فرق کی

۳۱۲۱ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲۸۵ھ

لکھ جل و علا و تبارک و تعالیٰ و القدس ۱۲۸۵ھ

جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲۸۵ھ

شق بنانا ان بلید و بلید کی کسی کھلی بے ایمانی ہے۔ تھانوی صاحب مطلب تو مطلب لفظوں ہی کو دیکھنے کمال تو یہ کہ وہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ یعنی کوئی وہ فرق نہیں۔ جو مدعی ہو بیان کرے۔ جس میں صاف انکار فرق ہے اور کہا یہ کہ تفرق اس فرق کے معنی پر دلیل لا تا ضرور ہے۔ جس میں صاف اقرار فرق ہے کہ تفرق اس صاحب انکار کو اقرار ظہار کرکوں کا فرضا نہیں بن سکتا۔

سوال سی و ہشتم: جناب تھانوی صاحب ملا خطہ جو کر سلیا والے کو تو اس لفظ البیان میں بھی تسلیم ہے کہ اس کی یہ تقریر مستقل دلیل ہے۔ مگر پرکھتا ہے:

میں نے اس دعوے پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ جواس لفظ سے شروع ہو رہی ہے۔ پھر ضرور یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر الجہ

اب اگر اس کی دو تیسری دلیل احتمال داخل نہ کریں جس کو بے شک یہ دلیل رہتی ہے اور وہ مستدل اگرچہ یہ دلیل استہدائی است۔ دلیل ہو کہ وہ شخص جس کے دونوں باطل کریں۔ مگر یہ اپنی دشمنی میں وہ تیسرا داخل کر کے وہ فرق بیان کرنا ضرور ہے کہ یہ معنی گڑتا ہے کہ اس فرق کے معنی پر دلیل لا تا ضرور ہے۔ یہ دلیل نہ جوئی بلکہ مطلب دلیل ہوئی اور یہ بتا کر مستدل نہ ہا بلکہ مانع ہو گیا۔ مگر خود اسے آپ تک تسلیم ہے کہ وہ مستدل ہے مانع نہیں اس کی یہ تقریر دلیل ہے۔ سوال نہیں تو اسی کے منہ واضح ہوا کہ اس کی دو تیسری دلیل اس تیسرے کا دخول

مخضض الایمان تو مخضض الایمان اس لفظ البیان کے صراحت کھینچنے تک بھی اس کے ذہن میں نہ تھا۔ اب شخص کی بار پچانے کو یہ جو ٹھٹھا شاخشا نہ چھوڑا اور خود اپنے اوپر بھی ہمتان بڑھایا۔

سوال سی و نهم: جناب تھانوی صاحب ان دونوں بلید و بلید کی توین غلامی دیکھیے۔ اولاً سال کا سوال کر وہ کبھی انہیں کا خاندان ساز تھا اس کی عبارت ملا خطہ پر۔ جس میں صراحت یہ الفاظ موجود کہ زید کا بیٹہ ہے کیا ہے۔ نہ کہ صرف لفظ کو بچتا ہو۔ اگرچہ بعضی جمع ہوں اسے یہ رسلیداء والیوں بنا تا ہے کہ سوال میں مقعود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے۔ بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کو بچتا ہے۔ تھانوی صاحب دیکھے۔ یہ بلید کیا کتاب و درجہ بخت پور غ ہے مسائل کو صاف صاف عقیدہ کو بچتا ہے۔ یہ نہ اس اطلاق لفظ پر ڈھانڈا ہے۔ ثانیاً جواب

کے لفظ دیکھے۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا مانا۔ اگر اقبال ربیع ہو تو در بافت طلب یہ امر ہے۔ ملا خطہ جو اس حکم کو بھیج نہیں مانتا نہ کہ صرف اطلاق لفظ کو ثناء دلیل جو پیش کی اگر ٹھیک پڑتی تو وہ بھی حکم کا ابطال کر دیتی ہے نہ کہ صرف اطلاق لفظ کا اگرچہ حکم جمع اور منشا ثابت ہو اور وہ اس تیسری شق پر منشا حکم کو تسلیم کرنا اور انکار کو صرف اطلاق لفظ کی طرف بچتا ہے کہ یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عالم علم شریعہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔ ملا خطہ جو اس شق سوم پر منشا حکم عالم علم شریعہ پر شریعت نے منشا اسے تسلیم کرنا اور صرف اجازت اطلاق لفظ کا ثبوت مانگتا ہے تو خود اسی کے منہ روشن طور پر واضح ہوا یہ نہیں کہ اس کی دو تیسری دلیل اس طرح داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے تو مسائل نے صراحتاً حکم و عقیدہ کا سوال کیا اور اس نے صاف صاف حکم کو غیر صحیح بتایا اور مراد معنی بھی کی بحث لگائی اور اس کی وہ دو تیسری دلیل جس حکم ہی کی نفی کرتی آئی تو اس میں یہ تیسرا کہ منشا حکم کو صحیح مان کر صرف اطلاق لفظ میں حکم کو تسلیم ہے۔ کیونکہ داخل ہو سکتا ہے۔

تھانوی صاحب کیا آپ نہیں گئے کہ یہ عبارت درج ہے بے ایمان کیا وہیں بعضوں نے العلم معی مواضع میں میود کے بھی استاذ ہیں۔

سوال سی و ہشتم: جناب تھانوی صاحب اگر ہم ان دونوں بلید و بلید کی مان بھی لیں تو ذرا غور سے بتائیے کہ اس حکام میں رسلیداء والیہ بڑھ کر کہا یا بلید و بلید سم تو جابین و بلید بلید ملہ رابعاً ملا خطہ جو دریافت کیا کرتا ہے۔ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل بچہ کہا اگر بعض مراد ہیں۔ پھر کہ اور اگر تمام مراد ہیں۔ اول تا آخر اور معنی سے بحث کر رہا ہے اور نری مزید دہی سے اسی جو بحث اطلاق لفظ پر ڈھالا جاتا ہے۔ خاما ہاں نفس اطلاق لفظ میں وقت ہو۔ معنی و مراد میں خاما ہاں ہوتا ہے۔ ہوتا ہے کہ اس کے وجہ اور ہوتا ہے کہ جسے ایہام ہو کہ مراد پر حکام تو جو وجہ یہاں اصل نہ لایا انہیں جاتا ہے اور جملہ انہیں انہیں کیا رٹا ہے تو یہ بتا دلی جوئی یا مراد قبول یا خاست تبدیل بنا تا ہوتا یا قائل تا آخر تمام کو بچتا ہوتا یا دیکھا تا سادہ گفتہ ناگتہ بھرتا تو بات میں جاتے تو ہر گاہ کیوں کے۔ لا جرم اس تقریر کو بحث اطلاق لفظ سے وہی ملتزم ہے جو حضرت تھانوی کو دین و عقل سے یعنی تباہی کی قطع ۱۲ منہ

رسلیا والے پر چڑھ کر اس لیے کہ اس فرق بنانا تو پر دونوں پلید و ملیہ کا حاصل تقریر وہاں تک تو مشترک رہا۔ اگے ولید کو در لائیں ہیں۔

دوا: وہ کہہ سکتا ہے کہ زیر مسئلہ تھا اور میں مانع ہوں۔ مجھے انکار کا کافی ہے کہ صحت اطلاق کے لیے اس فرق کے شرعاً معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے۔

ثانیہ: مسئلہ بنے تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کے نام تو قیغی میں ہے۔

صحت اطلاق کے لیے صرف صحت معنی کافی نہیں اور قرآن و حدیث سے نہ لفظ مدبر ثابت ہے۔ نہ لفظ نافعین اور فرق ہزاروں قسم کے سہی صحت اطلاق نہیں۔ مگر ولید بے چارے

نے اپنی دونوں گلیاں بند کر لیں۔ پہلی تو اس لیے کہ وہ اپنی مسماۃ لیسط البیان کے منہ اقرار کر چکا کہ میں مسئلہ ہوں نہ کہ میں اوپر کیا اس لیے کہ چہارہ ولید کی کسی کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر سکتا۔ لے دے کہ اگر کہنے تو یہ جو دلیل اول میں کہہ چکا ہے کہ اس میں ایہام ہے لہذا جانو نہیں اس تقدیر پر یہ وہی دلیل اول جو چاہے گی کہ جب صرف اطلاق لفظ میں بحث

ہے تو اس سے اسی قدر متعلق اور یہ بین دلیل اول ہے۔ باقی ہر بات لغو و خارج از بحث ہیں۔ حالانکہ وہی مسماۃ لیسط البیان کے منہ اقرار کر چکا ہے کہ میں نے اس پر دو دلیلیں قائم کی

ہیں۔ دوسری دلیل اس لفظ سے شروع ہے پھر آپ کی ذات مقدسہ پر الہ بے چارے کی دونوں گلیاں بند ہیں۔ کہیے ولید پلید و رسلیا والے پر چڑھ کر پایا نہیں۔

موضوع: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہوئے چارے رسلیا والے لے کر کاؤ کا مرستہ ٹانے کے لیے اپنی دو شقی میں تیسرا احتمال و اطلاق کرنے کے لیے ساتوں کرم کیے انکار

فرق کو از فرق بنایا۔ سوال عقیدہ کو سوال لفظ بنایا۔ نفی حکم کو لفظ حکم بنایا نقیض مراد و معنی کو بحث لفظ بنایا۔ ابطال مشابہ کو تسلیم مشابہ بنایا۔ دلیل ابطال معنی کو دلیل حملت لفظ

بنایا غرض مسئلہ سے مانع نہ فریق کوٹ کے سے رنگ بدل کر کوسا روپ تھا کہ تبصر

اعلاہر ہیٹ بھر لکھا مگر کال کاٹ گیا۔ کہوں جناب تھانوی صاحب یوں نہ کوں۔ ہاں کو نہ بنا کر کوں سے معنی کا کلام میں بھی ہو سکتا۔ کوں سے کافر کا لفظ اس میں ہو سکتا۔ اسی

پر کہتے تھے کہ معتق حسام المؤمن اور تمام غلام کے کرام حرمین شریفین رسلیا والے کا مطلب

نہ سمجھے۔ بیشک ایسا مطلب وہی سمجھے جس سے دونوں جہان میں خدا سمجھے۔ تھانوی صاحب بناؤں کا مزہ کھلیا۔ حق انکس انت الاشرف الشہید۔

سوال اسی وہم: جناب تھانوی صاحب اب کہ رسلیا والے کا لفظ کھٹ کھٹ کھٹ کیا اور سب نے دیکھ لیا کہ کلام معنی میں ہے نہ صرف اطلاق لفظ میں اگر یہ خیال لے جیانی اپنی دو شقی

میں وہ تیسرا احتمال و اطلاق بھی کرے تو اب اس کی اس کھلی کیا وہی کا حاصل یہ ہو گا کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کے علم شہرہ جلیلہ شریفہ و قرہ حاصل ہیں اور ان کی

یا جانور کو ایک آدھ ذلیل بات کا علم غیب یہ فرق ہے تو بیشک مگر شرعاً اس فرق کے معتبر

ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے حد و

پایاں علوم غیب کی شرح نے کچھ تدریک جو اسے حضور کے لیے توصیت و مدح کا سبب

جانا ہو ایسا نہیں بلکہ شرع کی نگاہ میں مرتبہ مرتبہ میں حضور کے علوم اور ہر باطل جانور کا علم کیاں ہے۔ اس لیے کہ شرع نے اس فرق کا کچھ اختیار نہیں کیا ہے۔ کیوں نہ

تھانوی صاحب کیا رکھنا فرق نہیں جو یہ کیا تو یہی شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں

۱۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لے تھانوی صاحب پھر نہ کہنا کہ میں نے تو اطلاق لفظ اعلم الغیب کے لیے متبر کیا ہے نہ کہ متبر لفظ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کے لیے اس کے کہنے رد یا بل بھی کہہ چکا ہوں اور جب قیام مہند و سلم

توصیف مشتق سے کوں مانع اگر ہی ایسا لے کر دوڑو تو وہ دیکھو مسماۃ لیسط البیان دور سے اٹھ کر دیکھا

رہی ہے کہ اوں ہوں تو رسولی دلیلی میں ہیں دوسری دلیل میں ہوں ۱۲ منہ۔

لے رسلیا اس کھٹ کھٹ کا بھی ڈھکا اقرار اپنے بچوں میں صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس و علم ہر چہ پلید و دونوں بعض کو متغیر مانع بلکہ یہ کہ علم غیب کے بارے میں پھر دونوں کو مساوی کر دیا کہ غیبت میں علم اقدس اور معاذ اللہ

علم چہ پلید و دونوں مشترک و یکساں ہیں۔ اس کے نزدیک شرع فرق معتبر کو حق تو دونوں کو یکساں کیے جاتا۔

علم اقدس سے علت مدح ہونے سے علم ہر چہ پلید کی غیبت کیونکر جاتا۔

وما هو على الغيب لبقين -

ہمارا محبوب غیب کے بتانے میں نکیل نہیں۔ ہمارا محبوب غیب کی تعلیم میں متہم نہیں کیے آپ کے کسی پاگل یا جانور کی بھی ایسی مدح قرآنی کئے شرع کے فرق مغیرا مانا نہیں۔

۲۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لا يظفر من نبيه احد الا من ارقت من رسول الله

اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو کہتے آپ کے کسی پاگل یا جانور کا بھی استغنا فرمایا۔

۳۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وما كان الله ليعلمكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء الله -

اس لیے نہیں کہ اسے عام لوگوں کو اپنے غیب پر مطلع فرمادے۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ کہتے آپ کے کسی پاگل یا جانور کو بھی مان فرمایا۔ کیا آپ کے پاگل اور جانور میں عام داخل نہیں۔

۴۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولئن سألتموه ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابا الله واليتيم ورسوله كذبتهم فاستغفرون لاقمتن و انك كفو تدل بعد ايمانكم -
اگر تم ان سے پوچھو تو وہ منور کہیں گے کہ ہم تو بے عقل اور کھیل میں غرق تھے۔ تم فرما دو کیا اللہ اور اس کے رسول سے شگھا کرتے ہو۔ یہاں سے دنیا و آخرت کا فرہو چکے۔

اپنے ایمان کے بعد ابو بکر بن ابی ثنیہ، استاد امام بخاری و مسلم اپنے مرصفت اور ابن جریر و ابن النضر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ اپنی اپنی تفسیر میں امام اجل سیدنا جلیل تلمیذ خاص عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، انہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ ولئن سألتموه ليقولن انما كنا نخوض ونلعب

قال رجل من المنافقين بعد شام محمد ان ناقة فلان لي وادي كذا وكذا ما يدريه بالغيب -

یعنی اس آپ کو میری نشان نزل یہ ہے کہ ایک منافق نے کہا تھا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نبوت ہے جس کہ خدا ان شخص کا نافر فلان چکل میں ہے۔ محمد کو غیب کا کیا علم اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا:

کیا اللہ و رسول سے شگھا کرتے ہو تم اس کلام کہنے سے کافر ہو گئے۔ (در کتب تفسیر امام ابن جریر طبع مصر مدراء اللہ اور تفسیر منشور امام جلال العین سید طبع مصر جلد ۱ ص ۱۵۱) تنہا نوی صاحب اور سب و یونہی صاحب اور سب و یابی صاحب جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انکار کیا غیب کا کیا علم۔ رسول کو کیا خبر۔ اس پر اللہ واحد قادر کا تنہا ہے بغیر مبرا کہ جس آپ کے کسی پاگل یا جانور کو ایسا کہنے پر بھی کافر تو کافر کچھ بھی برا کہا۔ کہتے شرع مطر نے اس فرق دلیل کا کتنا عظیم اعتبار فرمایا۔ رسلہ الا پہلے تو فرق ہی نہ مانتا تھا۔ اب ہمارے درجے مانتا تو اسے بے اعتبار کر دیا۔ ہر طرح کا کافر کا کافری۔ کہوں تنہا نوی صاحب کتنا ٹھیک ہے۔

فائدہ: فرمایا یہ بھی یاد رہے کہ لیس میں لفظ بیدریہ بالغیب یعنی رسول کو کیا خبر آپ کے امام جی السعید و غیرہ صاحب نے اپنی تعزیت الایمان میں لکھے ہیں۔ ان بھی رسول اللہ عزوجل کا یہ فتویٰ کفر ماننے والا نہیں۔

۵۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولم ننه من لدنا علما -

خبر کو ہم نے اپنے پاس سے ایک علم دیا۔

تفسیر پیشادی میں ہے:

لے علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لے کو تعزیت الایمان میں یہ روایت لے لے قولوا ما شاء الله و شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے

وهو علم الغيوب.

وہ علم کہ اللہ تعالیٰ نے شرف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا وہ غیبوں کا علم ہے۔

۷۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قال انك لن تستطيع معي صبرا.

خضر نے موسیٰ سے کہا آپ میرے کامل پروردگار کہیں گے۔ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

كان رجل يعلم علم الغيب فذم له.

خضر یہ علم جانتے تھے ان کو یہ علم ویا گیا تھا۔

۸۔ اسی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا وہ

لمه تحط من علم الغيب بما علمه.

جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

۹۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب مقامہ حضرت شریف عبدالرشید ازہری سے ہے:

فقد كان العبد ينقل في الأحوال يصعد إلى لغت الروحانية فيعلم الغيب.

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پر گرفت رومانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے

علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

۱۰۔ اسی میں اسی کتاب مقامہ سے ہے:

يعلم العبد على حقائق الاشياء ويجعل له الغيب وغيب الغيب.

فہر ایمان کی کشتہ در کشتہ حقائق اشیا پر ملحق ہوتا ہے۔ اور اس پر غیب تو غیب، غیب کا

بھی غیب روشن ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ امام شہرانی کتاب البراہین والبراہر فی بیان مقامہ الاربابین فرماتے ہیں:

للجهت من العلم الواسع في علم الغيب.

علم غیب میں آگہی بہترین کا قدم منظور ہے۔

کہتے علم غیب کا حکم صحیح ہوا یا نہیں۔ کہتے فرق معتبر ہوا یا نہیں۔ کہتے خود قرآن عظیم نے آپ پر فتویٰ فرمایا یا نہیں۔ کہتے اللہ واحد قہار کا فتویٰ بھی آپ کو قبول ہے یا نہیں۔ کیا اللہ عزوجل کو بھی کہہ دیجئے گا کہ حسام الرحمن کے حقیقوں کی طرح وہ بھی ہمارا مطلب نہ سمجھا اور ناحق کفر کا فتویٰ بڑھایا۔

تفسیر: متناہی صاحب یہ بحث جلیلہ جریبان طے پہلیے کہ بحث خود میں ہے نہ کہ صرف

الحدائق لطائف اور یہ کہ اطلاق لفظ سے منع ہو تو صرف برہانائے ایمام وہ یہ دلیل نہیں، دلیل اول

سے یہ دلیل ابطال منشاء حکم کر رہی ہے نہ کہ ایک لفظی حکم کا بیان۔ اور یہ کہ خفض الایمان کی

دو تفسیریں تھیں احتمال کسی طرح نہیں سہا بلکہ اس کا معنی مخالفت ہے اور یہ کہ لغز میں باطل اگر وہ

تیسرا بھی لیجئے تو اس کا ساملہ یہ علم غیب کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوسے۔

شرعاً محض بلکہ قدری۔ اس قابل نہیں کہ ان کے سبب علم غیب کا حکم ذات مقدسہ پر معصی ہو۔

یہ سبب مباحثہ و کھنڈار ان لطیفہ و پدید کی دوسری کیا وہی میں ہر ان کے اعادہ کی حاجت نہ رہو۔

دہی دونوں میں سب سے اردلی کا فتویٰ اور جانوروں میں ایک نہایت رزائل وہ مکین یا رب سے

جو حماقت میں ضرب النثل ہے۔ بچو گی جب کسی شخصیت پر بہت سے ڈنکے کھائے ہیں

یاد رکھا اور اسے چھوڑ دینا ہے۔ ان لطیفہ و پدید سے کہتے کہ کوئی صورت ہو کہ ایک بدتر حالت میں نہ

ہوں۔ اگرچہ ہے یہی کہ کل ہما ضل سبیلا۔

تفسیر: اس کے بعد رسالۃ لبط البنان نے مسئلہ غیب کی نسبت چند سطروں میں کچھ برہنہ کی ہے

اس کا باب بازن الوہاب مستقل رسالہ سے سنیے گا۔ مجھے تو یہاں لکھنا والے کے کفر سے

بحث ہے۔

سوال چہلم: جناب متناہی اس تمام شرابی لہرہ کے بعد ان دونوں لطیفہ و پدید کی سب سے

پہلی سب سے بدتر دوسری کیا وہی برادری ہٹ دھرمی، شرع پشی، دھڑائی، بے حیائی ملاحظہ

ملہ الحمد للہ و مرسلہ بھی تیار ہے۔ اذ قال النسان الی تک الحلقی لبط البنان نام ہے۔ طبع اہل

مفت بریلی سے اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہوا۔

کیجئے کہ نشانی اپنے کفر میں الگے دو ایک علماء کو بھی سامنا جاتے تھے مگر سنا ہے کہ کافر کو اسلام کا فرق کیا جائے مسلمانوں کو بھی اپنا سنا جاتے ہیں۔ رسیا والے کے سوا کہ لبط البنان اپنی بڑی قی ہمار میں بڑے لفظ لاتی ہے۔

شرح موافق کے وقت سادس مرید اول عقد اول میں فلاسفہ کے جواب میں ہے۔

قلنا ما ذکرتمہ مجرد و دوجوہ و الاطلالہ علی جمیع البقیات لا یجیب للنبی
اتفاقا سادس و لہذا اقل سید الانبیاء و لو کنت اسماہل الغیب
لاستکثرت من الخیر و ما مستی السوء و البعض ای اذ خلاہ علی البعض لا یغنی
یہ اسی بالنبی۔

الافادہ درکار ہے۔ کیا لا میختص کا وہی معنی نہیں ہے عبادت حفظ الایمان کا ہے
اور مشایخ پر لاتی ہے۔ اس عبارت سے بھی اصرار و شیعہ طالع الانتظار شرح طالع الانوار للشیخ
محمد الدی عبارت ذیل پر صفحہ ۴۸ طبع استنبول و صفحہ ۱۹۹ طبع مہر میں ہے:

فذهب الحكماء الى ان النبي من كان مختصا بنحو خاص ثبت الاول الى ان
يكون مطلعا على غيب بصفاء جوهر نفسه و شدت اتصاله بالعباد
العالية من غير سابقه كسب و تعليم و تعلم (الى قولہ) وقد اورد على
هذا ما تقدم امر او ابداء اطلالہ علی جمیع الغائبات فہولیس
لشر فی کون الشخص نبیا بالافتقار و ان امر او ابداء اطلالہ علی بعض الغائبات
يكون ذللا خاصا للنبی از ما من احدا لا یجوز ان یطلع علی بعض الغائبات
من دون سابقه لتعليم و تعلم و ايضا النفوس البشرية كلها متحدة
بالنوع فلا تختلف حقيقة نبيا بالصغار و الصغار فما جاز ان يكون

بعضی اخرون فیکون اطلالہ خاصا للنبی اھ۔

بعینہ اسی طرح ولید لمید کہتا ہے و حفظ شخص الایمان کی نگہ اس کی ہون اپنی رسیا
خطب الشیطان کا نام لیتا ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب جس طرح لبیہ شخص الایمان
محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو پاگل پر پاگل کے علم سے ملانے والا

ان عباد کو کہ بعض مندرجہ سے اپنی سند بنا تا اور اپنا کفران و دواعمول پر پھوپھا جاتا ہے
اسی طرح ولید شیطانی طالع الانتظار و ملکی مہبت کو کہ مگر کہہ مار کی مہبت سے ملانے
والہ کفران و دواعمول کیوں ضروری زبان اپنی سند بنا کر اپنا کفران پر نہیں بھڑک سکتا۔ دونوں
میں وجہ فرق کیا ہے۔

سوال چہل و بیچم: جناب تھانوی صاحب ہم آپ سے بعض مسائل شرعیہ دریافت کریں۔ ذرا
آنکھیں کھول کر بتائیے کہ ان کا جواب دیجئے۔ اہل علم پر تو بعون اللہ العزیز مقتدر اسی
قدر سے ان دونوں پیرو ولید کی یا دی بریاضی واقع ہو جائے گی۔ اس کے بعد بحولہ تعالیٰ سادہ
لبط البنان کے خاص مغالطہ کو کہنے پر اتریں تمام اہل فہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سے سمجھ لیں
گئے کہ سادہ طالع نے کیسی لفظ لائی برقی۔ اسی ضمن میں مقتدر تعالیٰ رسیا والے کی تخریفات
تبدیل عبادتوں سے بدغلظہ کریں۔ جس سے بعد تعالیٰ برہنہ ہو چکے آپ کے یہاں کا سر ہو گل
ہر ماور بھی آنکھوں دیکھ کے کہ سادہ لبط البنان کی پتی کج حرافہ ایمان و داحول و لا
قوتہ الا باللہ المستعان ہاں جناب۔

۱۔ اللہ عز و جل پر لفظ معبود کا اطلاق قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا مشہور میں

کہیں آیا ہے۔

۲۔ اگر حدیث اس میں کہیں ہے تو وہ حدیث صحیح یا ضعیف کہی ہے۔

۳۔ اللہ عز و جل کے اسما تو قبیح ہیں یا نہیں۔

۴۔ عبید یا تحریک معنی غضب و انکار ہے یا نہیں تا موس و میکہ کر لیتے تو ما بعد یعنی غضب
و انکار کنندہ اور معبود یعنی معقوب و منکر عباد یا نہیں؟

۵۔ اگر بزعم خود ان و دیگر یہ کہوں شخص اس کا اطلاق ممنوع مانے۔ حالانکہ اللہ عز و جل کے

الہ حق ہونے قطعی ایمان رکھنا ہے تو کیا وہ صرف اس لفظی قرنی بحث کے باعث

کا قرآن تو میں کنندہ رب العزیز یا بدین جو سناے گا۔ اس پر حیا عرض ہو گا وہ

علمی بحث ہوگی جس کی علامہ غلطی یا غرض پر ہو پتی ہے یا نسبت یا حکم لغزو بد

دینی پہنچے گی۔ حالانکہ اس کا کلام اگرچہ عدم توقیت یا ایمان معنی خفیت صرف اطلاق لفظ

اور بعض پر تسلط میں بادشاہ کی کیا تخصیص ہے۔ یہ تو ہر قاب و راہدار ملکہ ہر زمیندار ملکہ اپنے گھر پر ہر مہنگی پکار کو ہے۔ تو تیرے طور پر سب سلطان ظاہر کمانے کے لائق ہر مہنگی کی اس صورت میں نائب سلطنت نے بادشاہ کی توہین کی یا اس کی عظمت جنائی اور باغی ملنے جو اس کی سلطنت ظاہر کیے قہری کی تختی اس کی تفسیر توہین کی۔

۳۔ اگر بادشاہ وقت کے ڈر سے حق بول دو کہ بے شک پہلی صورت میں اس طاعی نے توہین بادشاہ کی اور دوسری میں نائب سلطنت نے کیا تھا اور باغی نے جو توہین کی تھی اس کا رد کیا تو دونوں کے کام میں فرق بتائیے۔ آپ کے طور پر تو اس طاعی اور نائب سلطنت دونوں کی بات ایک سی ہے۔ دونوں نے تسلط کل زمین کی نفی کی اور تسلط بعض مستعز زمین کی بادشاہ سے خصوصیت جنائی۔ پھر کیا وجہ کر طاعی تو بادشاہ کی توہین کرنے والا ظہر اور نائب سلطنت اس کی توہین کا رد کرنے اور عظمت کا قائل نہ کرنے والا ہوا۔

تھانوی صاحب ابھی آپ کو یوں سورج سوچایا نہیں۔ ہر فرق ان مثالوں میں بتاؤ گے وہی ظاہر کر دے گا کہ یوں خضع الامیان والا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت علیہ سے طاعی اور مستور کی ہر یہ خضوع تعلق ہی تھی توہین کرنے والا ہوا۔ اور شاعرانہ راقع و طالع ناہن سلطنت نے نبوت کی اس کم قدری کو کہ باغی فلاسفہ نے کی تھی۔ رو کیا اور اس کی عظمت علیہ کا ثبوت دیا۔

سوال چہل و چہارم: میں جانتا ہوں کہ جناب کو اتنی عقل میں دیکھی کہ رافضی و روشن شانوں کے لیے بھی مطلب ہو سکے۔ جب تک اصل منشاء غلط ہے یہ صحیح تبدیلیات سے نفس مقام پر اس کی تطہیق دیکھا کہ چڑی نہ کر دی جائے۔ پھر بھی جناب کا سمجھ لینا اگرچہ از قبیل خرقی عادت ضرور ہے مگر ایک احتمال یہ بھی ملتی ہے لہذا بتائیے کہ:

۱۔ جناب کے نزدیک صرف تعین یعنی مراد اعلیٰ تعین یعنی مدیاہر میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ یعنی معرفت مذکور کہ عبارات آئمہ میں لفظ تعین سے ہم اکابر کو مراد لیں گے معرفت کا سادی جو نا لازم ہے یا نہیں۔ معرفت اس پر لہر وہ معرفت پر مفقود ہونا ہے یا نہیں۔ جہاں وہ پایا جائے معرفت خواہی خواہی وہاں موجود ہو گا یا نہیں۔

۲۔ معرفت سے اس کا اعلیٰ والہم ہر خواہ ضرور ہے یا نہیں؟

۳۔ وہ تیز کرے بیٹے ہونا ہے یا ابام کے بیٹے؟

۴۔ معنی بہم نامتین کس میں اس ارادہ باطل ہے یا نہیں؟

سوال چہل و پنجم: مطلق کی دونوں طرفی اور اعلیٰ و خرمین اولیٰ طہم و معتدل ہیں یا نہیں۔ مثلاً علم بالاملاء اگر اس سے متعلق علم اور بیچے یعنی کسی شے کا علم اگرچہ ایک ہی کا ہو۔ اگرچہ وہ دیر اورانی درجے کی ہو تو سب سے کم درجہ کی ہے اور اگر علم طلق مراد ہو یعنی جمیع معلومات کا علم اس طرح کر کوئی شے اس سے خارج نہ رہے تو سب سے بڑا درجہ ہے۔ یہ تو دونوں متعین ہیں۔ مگر وسط یعنی کتر سے زائد اور تر سے کم اس میں لاکھوں بلکہ غیر متناہی مراتب ہیں کہ درجہ کا علم ہو، دس کا، سو کا، چار کا، لاکھ کا یا غیر ذلک۔ تمام مراتب اعداد ہاں متعل ہیں۔ آیا ایسا ہے یا نہیں؟

۲۔ علمائے جمہا مطلق کو اعلیٰ عقل کے سوا اوساط پر عمل کر اسی علم تعین کی بنا پر کتر جمیع بلا درجہ لازم آگے کہ رد فرمایا ہے یا نہیں؟

سوال چہل و ششم: ۱۔ کیا معرفت درج کے لیے اسی قدر بس ہے کہ فی نسب ایک شرف والی بات ہو اگرچہ عام مبتذل اور کم شرف و ناسک کو مثال ہو۔ مثلاً تھانوی صاحب کوئی یہ درج کرے کہ سہ

دونوں تو جملہ در و ہند ہشتالہ تو زیر ایر و اندھ نے دم بہ سرین ہشتالہ بر سر نے چہرہ سوچو خرس در بر تو کیا اسے درج سمجھا جائے گا یا تسخیر و استعزاز کا لکھ جائے خود ضرور ایر و اوصاف حسن ہیں کہ لغتہ خلقنا الانسان فی احسن تقویہ کی خریدتے ہیں۔

۲۔ یا یہ لازم کہ وہ معدوم ہی سے خاص ہو۔ اس کے غیر میں اصلاً نہ پایا جائے تو ان کریم نے ہمارے حضور پر نور سے عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

محمد رسول اللہ۔ اور فرمایا:

لیس والقوان العکیکہ احلہ لعن المسلمین۔

اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا:

ولقد اصطفینا فی الدنیا وادخلنا فی الاخرة لمن الصالحین۔

کیا رسالت صرف ہمارے حضور اور صلاح صرف سیدنا ابراہیم کے ساتھ خاص ہے۔ ان کے سوا نہ کوئی رسول نہ صالح۔ علی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم۔

۳۔ وہ ممدوح پر مقصور نہ کسی کیلئے ضرور ہے کہ ممدوح اس پر مقصور ہو۔ یعنی اس کے سوا ممدوح میں کوئی وصف کمال ہے ہی نہیں۔ کیا کسی کو عظم کی بنا دو وصفوں سے ممکن نہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سوائے رسالت اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سوائے صلاح کوئی خوبی نہیں۔

۴۔ قدر مابین سے نہی۔ کیا یہ ضرور ہے کہ وہ جامع جملہ اوصاف ممدوح ہو کیونکہ اسی کے کہنے پر جملہ صفات ممدوح آجاتے ہیں۔ کیا وصف رسالت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ کمالات اور وصف صلاح سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ فضائل کو شامل ہے۔ البتہ جو جتنے رسول ہیں سب علیکم کمال صاحب افضل صلاۃ والتحیہ سے مستثنت ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی تفصیلات خاتمہ نہ رہے۔ جتنے صالحین ہیں سب تمام فضائل خلیل الرحمن صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلّم علیہ سے موقوف ہوں۔ کیا یہ آپ کے نزدیک حق ہے۔

۵۔ کیا اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہے کہ جو خیریاں اور کمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دیتے ہیں اُمتا ہے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خصائص علیہما جو کمال نہیں کیا وہ خصوص آیات و تزیینات و احادیث متواترہ المعنی و الجماع اور مختلف کا مقابل ہوگا یا نہیں۔ کیا آپ اسے گمراہ بدین مثال مقل نہیں گئے۔

۶۔ اور اگر وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اور حضور کی مروی بات کہ جو خیریاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دیتے ہیں اُمتا ہے ہیں۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انکار کیا یا نہیں۔ وہ حدیث متواتر

میں کذب علی متعدد فلیتیمو وسعدہ من الناس کا مورد ہو کر مستحق مذہب نار و عقوبت چار ہوا یا نہیں۔

۵۔ شمول جملہ اوصاف ممدوح بھی نہ ہی۔ کیا اس کا عظم اوصاف ممدوح ہونا ضرور ہے کہ اور جتنے اوصاف ہیں سیاسی سے نیچے ہوں کیا اوصاف مدح میں عظیم و اعظم نہیں ہوتے کیا عظم سے بھی مدح جائز ہے یا صرف اعظم سے۔ کیا کسی کو عظم کی بنا میں دو وصفوں کا ذکر ناممکن ہے۔ کیا وصف صلاح سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظم اوصاف ہے۔ صدیق ہونا ہی نہی اصل صاحب شرفیت ہونا، مسکین میں مسکرا کر ام اولوالعزم سے ہونا، خلیل الرحمن عزوجل ہونا کیا وصف صلاح ان سب سے اعظم ہے؟

۶۔ قرآن عظیم نے جو منعم علیہم کے چار گروہ بیان فرمائے:

من النبیین والصدیقین والشہداء الصالحین۔

ان میں ایک وصف دوسرے سے اعظم ہے یا نہیں۔ بے قواسی ترتیب پر کرنا عظیم نے قواسی یا اس کے خلاف۔

۷۔ کیا ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے اعظم وصف رسالت ہے؟ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ اللہ کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص تر اوصاف علیہما کا منکر ہو گیا یا نہیں؟

۸۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں ایسا فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہو تو نشان دیکھو وہ حضور کی طرف اس کی نسبت کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اختیاد اور حکم حدیث مذکور استحقاق نار و عقوبت خدا ہے یا نہیں۔

۹۔ یہ بھی نہ ہی۔ کیا یہ ضرور ہے کہ وہ وصف اپنی غایت اقصیٰ ضابطہ اعلیٰ پر ممدوح میں پایا جائے۔ اگر اس سے زیادہ ممکن ہو تو اس کی مدح اس سے نہ کر سکیں گے۔

۱۰۔ کیا اللہ عزوجل نے علم وحس و قدرت سے اپنے عباد و مسکین کی مدح نہ فرمائی۔ کیا اللہ عزوجل کے علم وحس و قدرت ان سے نازل نہیں۔

۱۱۔ تنہائی فی المقادیر ضرور نہ ہی۔ کیا یہ لازم ہے کہ جس وصف سے ہم مدح کریں اس کی

مقدار ہم کو معلوم ہو درج مدح نہ ہو سکے گی کیا بہت مدح کے لیے عین ایسا ہی ضروری ہے جیسا تعریف نفسی کی کیلئے کیا نہایت مدح میں خود قصد اہتمام نہیں کرتے اور اسے ابلغ و افضل فی المدح نہیں جانتے کیا رب عز و جل کا مدح حضور پر نور نسبت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرما تا فاضلی الیٰ حبیبہ صا الذی کمال مدح نہیں کیا اس کا مدح والا کے افتخار انک فعلی خلق عظیمہ میں خلق کو منحور لانا مفید تعظیم نہیں۔

۱۔ مسماۃ لبطالبائی نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمع علوم عالیہ پر شریفہ تعافتہ نبوت کا جامع اور حضور کے علوم غیب کو کما ہے۔ وافرہ عظیمہ پر دروس کو حاصل نہیں یہ اقوال اول سے ہیں یا فرق مسلمانوں کے دکھاوے کے کہ یقولون یا فواھمہ ما لیس فی قلوبھم۔

۲۔ اگر خدا کا دھرا سر پر یہ اقوال دل سے تباہی تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ علوم عالیہ پر شریفہ وافرہ عظیمہ خاص قابل مدح ہیں یا نہیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح ڈنکا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ اگر قابل مدح ہیں اور ان سے حضور کی مدح صحیح و حق ہے تو کیا آپ ان کی مندر معین کر سکتے ہیں کہ کتنے علوم غیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہیں۔

۴۔ اگر کرام مثل امام قاضی جیہا قن و امام احمد قطلبی وغیرہ کا بر تقدست امر راہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب کی نسبت فرمایا:

چچر لہیدہ سی تحرہ

ایک سمندر ہے جس کی تمامہ معلوم نہیں اور علی قاری نے فرمایا:

علمہا انما یکون سطوا می معلومہ و نہا من بجور علمہ۔
تمام لوح و قلم کے علم میں ہیں سب ماحکات و مایکون داخل ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علم سے ایک سطر اور علم حضور کے سمندروں سے ایک نہر ہیں۔ اور اس قسم کے مد کا کمات علمائے کرام ہیں۔ یہ واقعی ہیں یا آپ کے دھرم میں کوئی خوشامد سے لکھ دیئے ہیں۔ اگر واقعی ہیں تو یہ اہرام عظیمہ اور افضل فی الدج

ہے کہ اس فضل علیہ کی مقدار تک عقل و گمان کی رسائی نہیں۔ یا اہام ستانی و نافی مدح تنبیہ پر سوچا ہے دیتا ہوں کہ ان سوالات میں متعدد وغیرہ خصوصاً ۱۴ میں ایک ایک نمبر کے تحت میں کئی کئی نہیں۔ جناب مٹاوی صاحب براہ عنایت فرمائی۔ ہر سوال و ہر نمبر کا جواب جدا جواب دیں۔ ارشاد کمال کی نہیں ہدی۔

سوال چہل و ہفتم: ہر کلام کی محنت کا پورا پورا صحیح معنی نہ ماننے وہ اس مناد کا منکر ہوگا یا نہا سمیت مان کر محنت نہ لے گا۔ ہر تقدیر اور شکل کا انکار اس مناد کا کاربنا ہے گا یا کسی دوسرے مناد کا۔ ذرا سمجھ کر بولنا۔

سوال چہل و ہشتم: بارگاہ سلطانی میں قرب خاص کا ایک مرتبہ جلیلہ عظیمہ ہو کہ کوئی شخص اپنے کسی چہرہ کے سبب اس تک نہ پہنچ سکے۔ اس کا حصول محض فضل و عطائے سلطان پروقوف ہو۔ سلطان جلیل الشان اپنے بعض مجربان خاص اراکین سلطنت معظمان مملکت کو اپنے فضل سے اس مرتبہ جلیلہ پر ممتاز فرمائے۔ بعض اوقات باغی کو فضل و عطائے سلطانی سے محکوم ہیں۔ اس مرتبہ جلیلہ کو اس سے بہت کم درجہ کے اوصاف پر فرائیں۔ اور تخریج کریں کہ وہ مرتبہ اس ان اوصاف نازلہ کا نام ہے تاکہ ان معظمین کا اختصاص رائل اور سلطان کا فضل خاص منفی و باطل ہوا و وہ اوصاف ایسے ہوں جنہیں خود کہنے جہل کہ ذلیل خویش افراد بھی ہی پائے جاتے ہیں۔ اور ان معظمین کو اس کے لیے ان میں بھی کوئی امتیاز و انقطاع شرکت اراذل کی نہ ہا نہ ہو سکیں۔ بلکہ کوئی عمل و فعل چھوڑیں۔ بیان و دلیل کو بھی شامل ہو سکے تو آیا انہوں نے اس مرتبہ جلیلہ عظیمہ کی تخریج توہین کی یا نہیں؟

۲۔ مرتبہ جلیلہ خاصہ ممتازہ ناقابل شرکت اختیار کو اس سے کم درجہ کے اوصاف مشترکہ پر ڈھاننا اس مرتبہ کی تحقیق ہتہ یا نہیں؟

۳۔ یہی تحقیق درکار خود ان اوصاف میں ہر کس کی شرکت ماننا اس فضل جلیلہ کو متزل و دلیل کر دینا ہے یا نہیں؟

۴۔ کیا خدا و مان سلطنت ان سے نہ کہیں گے کہ گستاخ مسخر و جب تم نے وہ مرتبہ جلیلہ

فقط ان اوصاف کا نام رکھا اور اس کے اسل منطابق فعل و انتظام بارگاہ سلطانی سے انجاء کروایا اور خود کہتے ہوئے کہ یہ اوصاف ناقصوں خاصوں بلکہ ذیلیوں کیتوں میں بھی پائے جاتے ہیں تو ہمارے طرز پر یہ سب ذیل بھی اس فعل جلیل سے شمعیت خبر سے اور معاذ اللہ ان میں اور ان معظیوں کرام میں کوئی وجہ امتیاز نہ رہی کیسے ان معظروں کے اوروں پر یہ امتیاز حق ہے یا نہیں؟

۵۔ کیسے اس مرتبہ جلیل کی توہین اے اب گستاخوں نے کی یا ان تمام سلطنت نے جنہوں نے ان کے کلام گستاخی کی شاعت تھام کر گستاخ گستاخی کی تھانے والا عباد اللہ خود گستاخی کرتا ہے یا گستاخی کا رد۔

سوال چہل و نہم: معظیوں کرام اراکین سلطنت کے بعض اوصاف غلیظہ ایسے ہوں کہ ان کی طرف اعلیٰ حضرت سلطانی سے خاص ہے اور طرف ادنیٰ ہر کس و ناکس میں موجود مگر یہ معظیوں اس کی ایسی جلیل عظیم مقدار سے منفعت و فصوص ہوں۔ جس کے سبب وہ اوصاف بھی ان کے دامن فتنائل کے طراز اور نظر عیاں یا خود نکلا و سلطانی میں ان کیسے وجہ امتیاز ہوں۔ تمام سلطنت اراکین کرام کی ان اوصاف سے مدح کریں تو یہ مدح صحیح و درجہل ہے یا نہیں؟

۲۔ طرف اعلیٰ کو تو رعیت سلطانی کا مرتب نفس مانتا ہے کہ خاص میں بحیثیت سلطان ہے۔ اس کا رادہ و رد کتنا مدح اراکین میں اس کی طرف میں اس کا جائے گا۔ جو تحقیق سلطنت سے باغی اور اس کی سلطنت میں اردوں کو شریک کرنے کی دھن میں ہو۔ ہر طرف ادنیٰ کہ ہر کس و ناکس میں موجود وہ کسی پتے کے بغیر ہر کسے ہر کس کے سوا مقام مدح کا پریش طو نہ نہیں ہو سکتی۔ اب اگر کوئی بے ادب بد بگام و بدیدہ دہن نمک حرام اس مدح کا برکرام پر یوں منہ آٹھے کہ یہ مدح غلط و باطل ہے اس وصف کا حکم ان اکابر پر صحیح نہیں کروہ برادر کمال صرف حضرت سلطانی سے خاص اور غیر کمال میں ان اراکین سلطنت کی کیا خصوصیت۔ ایسا تو ہر ذلیل و خلیس میں موجود ہے۔ ان میں اور ان کیتوں میں فرق کیا ہے۔ کیا یہ سرکش باغی و طاعی اور عداوت اراکین سلطنت کا ذاتی

ہو یا نہیں؟

۳۔ اراکین کرام کی اس مدح جلیل کا باطل کرنے والا یہاں نہیں۔ ان پر اس فضیلت کے حکم کو اس نے غیر صحیح کر کہ نفس فضیلت کا ابطال کیا یا نہیں۔

۴۔ نہ ہم سلطنت کا کلام مدح تھا اور مدح میں ہرگز کوئی ایسا مبتذل وصف مراد نہیں ہو سکتا تو اس کا احتمال ان کے کلام میں تقایا اس نے قصداً تحریف کیسے اس وصف جلیل کو اس مبتذل و ذلیل پر مسموع۔

۵۔ معظیوں کے وصف جلیل کو صرف ذلیل پر دھانسنے والا اس وصف اور ان معظیوں کی توہین کرنا ہے یا نہیں؟

سوال پنجم: تھا تو صاحب بلید کا بیان تو معلوم مگر آخر کوئی دھرم رکھاتے ہیں ان سے اسی دھرم سے کہلوایسے کہ صورت ادنیٰ مذکورہ سوال ۴ میں تمام سلطنت نے ان باغیوں کی گستاخی روکی یا نہیں۔ کہ خود ان خیشوں کے کلام میں توہین تھی اور صورت ثانیہ میں جو اس سوال ۴ میں ہے۔ کلام تمام سلطنت عظیم اراکین تقایا نہیں۔ اس باغی ہنکرنے کے اس مدح جلیل کو وصف ذلیل پر دھال کر خود گستاخی کی یا نہیں۔ کہ ان اہل دلائل کے کلام میں توہین نہ تھی۔ اس نے اپنی طرف سے توہین ایجاد کی۔

۲۔ ان سے کہتے دھرم سے کہیں صورت ادنیٰ میں ان تمام سلطنت کا وہ رد توہین فرما نا کر کے ایسا تو ہمارے طرز پر اراکین کرام کی کچھ خصوصیت درجی۔ وجہ امتیاز نہ رہی۔ صورت ثانیہ کے اس باغی طاعی کے لیے سند ہو سکتا ہے۔ جو عظیم جلیل تخصیص ماننے والے ملاحق کار مدکر کے نزدیک ہے کہ اس میں ان اراکین کی کیا تخصیص۔ ایسا تو ہر ذلیل میں موجود ہے۔ اراکین اور کمینوں میں ہر فرق بیان کا نذر ہے۔

۳۔ کیا اس طاعی کو گناہ کا انکار تخصیص دونوں کے کلام میں ہے۔ اس کی مریح سلام زدگی نہیں۔ تھا تو صاحب بلید و بلید جنہم میں باغیوں۔ کیا بلین کر آپ بھی اس طاعی سے نہ کہتے کہ لا مردود و خود شکستہ تخصیص نہیں بلکہ ان کے لیے ادب باغیوں

پر رد کرتے ہیں کہ کوئی تہا سے طور پر تخصیص نہ رہی اور تو خود مکرر تخصیص ہو۔ اور
تائین تخصیص یعنی مدحین اراکین کار و کیا اور اکابر عظام کو ذلیلانِ ایم سے ملا دیا۔
کیا اس سے نہ کہنے کا کردار و دیوانہ ہوا ہے۔ رد تو یمن کو سند تو یمن بنا تا ہے۔
تیر می مت کئی گندی کیے خبیث دیوبندی کو تو اسلام کو لڑ کیا چاہتا ہے۔ مسلمانوں پر
اپنا کفر پھونپا چاہتا ہے نہ

اخلاص صاحب الشیطان مالاخطی الایمان

کیوں تھا نوی صاحب بیتی ہے یا نہیں نہ

تھا نوی دین میں کہ بھاگ خدا لگتی کچھ

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیر می

سوال پنجاب و حکم جناب تھا نوی صاحب کیسے اب بھی یہ ناپاک ولید پلید اور رسلینا
والایلیک پختے یا نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہندی کی پندی چاہیں گے۔ ان احمقوں سے
فرمانے کو مرد کو اور قطب بن کر اور (دیکھو سوال ۴۸) وہ سلطانِ علیل اگر ان رب العزت جل جلالہ
سے اور وہ مرتبہ جلیلہ کو محض فضل و عطا سے سلطان ہے۔ رسالت و نبوت اور وہ اراکین
سلطنت و عظامانِ مملکت جن کو سلطان نے اپنے فضل خاص سے اس مرتبہ جلیلہ پر مستان فرمایا۔

حقائق انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والتا اور وہ بے ادب باغی کو فضل و عطا سے سلطان فی
سے حکم ہو کر اس مرتبہ جلیلہ کو اوصافِ ناز پر پڑھاتے ہیں۔ فلسفہ میں۔ اتر و خدا مان
سلطنت کران بے ادبوں کی ان گستاخوں کو ان پر مدار رہے ہیں۔ یہ علماء۔ کیوں تھا نوی
صاحب بلید و پلید پختہ ہیں جاہلوں کے کیا متہ لگیں۔ آپ تو بڑھ گئے ہیں۔ ایک آدھ عالم کی
کچھ صحبت اٹھائے ہوئے ہیں۔ دیکھئے تو اسی طرح موافقت میں اسی موقف اسی مرصد اسی
مقصد بان ہاں اسی بحث میں جس میں سے ایک ٹکڑا یہ مساعی لسط البنات لٹل لٹا اور باقی اپنی مخنی
جیب میں چسائی۔

۱- شروع بحث مذکور میں یہ عبارت نو نہ تھی۔

النبی عند اهل الحق من الاشهره ومنیہم من الملیین من ال لہ

اللہ تعالیٰ ممن اصطفاه من عباده اس بسلک اولیٰ بعدہ حق اور نحو ہوا
یشترط فیہ شرط من الاحوال المکتسبۃ بالویضات والیجاہلات ولا
استعداد ذاتی کما قصرتہ العکما ریل اللہ سبحتہ یختص برحمۃ من
یشاء من بیادہ فالنبیۃ مرحدۃ وموحدۃ متعلقہ بالمشیتۃ فقط وهذا
الذی ذهب الیہ اهل الحق من ادلی القول بالقادر المختار الذی یفعل
ما یشاء ویختار ما یرید۔

کیوں تھا نوی صاحب اس عبارت سے مسلمانوں اور فلسفیوں کا اصل منشاء نزاع
کیسا واضح تھا کہ یہ مرتبہ جلیلہ ہمارے نزدیک محض فضل و عطا و وہیب کبریا ہے
جسے کوئی کسب و ہر سے کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا۔ بخلاف فلاسفہ کہ وہ خبیث اس
سے حکم لیں کیا اس میں صاف مزید نہ تھی کہ ہمارے ان کے اختلاف کا منبغ یہ ہے کہ
اللہ عز و جل ہمارے نزدیک قادر مختار ہے جو چاہے کرے اور فلاسفہ اس سے کافر ہیں کیوں
تھا نوی صاحب مساعی لسط اسلام کیا یہ معنی لگتی ہیں سے کہنے کہ فلاسفہ اصل مناد نبوت
اور اس کے اختصار پر انبیاء نے حق کے منکر اور اسے کسی مانتے ہیں۔ کبریا منت
وغیرہ سے حاصل ہو سکتا ہے؟

۲- اسی کے متصل تھا: اما الفلاس سفہ فقا لوالنبی من اجتمع فیہ خواص ثلاث۔

جس سے روشن تھا کہ یہاں فلاسفہ کو غیب سے حضرت انبیاء کے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ
والسلام کی طرح نہیں کر رہی ہیں۔ بلکہ یہی کہ تعریف ظنی جامع مانع بنا پاتا ہے۔ جس
سے ثابت نہ کہ جس میں یہ تین باتیں بائی جاتی ہیں وہی نبی ہے۔ کہے باشد کیوں تھا نوی
صاحب مساعی لسط اسلام کیا یہ معنی لگتی ہیں کہ قرآن مجید سے کھٹے ہائے۔

۳- اسی کے متصل ان تینوں باتوں سے جن کا اجتماع فلاسفہ کے نزدیک نبی ہو جاتا ہے
کوہیں ہے۔ پہلی بات کہ بیان میں خود متن موافقت میں تھا:

احد ہا ایسکون لہ اطلاع علی المفیہات۔

جس میں لفظ اطلاع نکرہ تھا کہ قبل و تیر سب کو شامل جسے ایک ایک بات بھی گذشتہ

و اُنہندہ موجود کی معلوم ہو جائے۔ اس پر ملاحظہ ہے کہ:

لہ اطلاع المغیبات الکلائیة والخاصیة والایستہ۔

کیوں متناوی صاحب مقام، مقام تعلیف ہے اور تعلیف منافی ایمان اور مطلق اطلاع والملاع مطلق کے اندر اساطیر متناہی ہیں میں خاص متناہی کی تعلیم پر نہ عبارت وال نہ اصلا کوئی دلیل کیا فلسفہ یا ان کی طرف سے آپ پر ان سے کہنے ہیں کہ دین یا بتو یا ہزار بالا کو کتنی تعداد کے غیب جانتا ہی ہو کہ لازم اور اس کے بغیر کو محال اور سب تعلیم ناممکن اور بعض غلط ہوتی بھی تو مرکز الفاظ تعلیف میں اس سے تعرض نہیں تو عمل ممکن نہ رہا۔ مگر طرف اولیٰ اگر مطلقاً بعض غیب پر اطلاع اگرچہ ایک ہی پر سب پر طرف اعلیٰ کا مجموعہ غیب کا امر ہے جس سے کچھ باہر رہے اور تا ہی خود فلاسفہ کے نزدیک نبی کے سیلے ضرور نہیں تو قلنا اول متعین رہا اور قول فلسفی کا حاصل یہ ہے کہ ایک غیب پر بھی اطلاع ہو جائے تا غما نہ رہی ہے۔ کہ میں یہ بات پائی جاتے وہ ضرور ہی ہے۔ متناوی صاحب مسماۃ یہ تکرار بھی کیا ہم کر گئی۔ جس سے فلاسفہ پر اعتراض علماء کا منشاء کھلتا؟

۳۔ اسی کے متعلق خود فلاسفہ مختلفا سے اسی امر اول کے بیان میں منقول تھا۔

وحیف یتسکر ذلک اطلاع فی حق النبی وقد وجد ذلک فیہ من قلت شواہدہ لہ یا صۃ اومرض اور وہ فان ہو لہ قد یطیعون علی غیبات ویخبرون عنہا کہ ایشہد بہ التماع والتعجب بحیث لا یتقی فیہ شبهۃ للمتعصنین۔

جس سے ظاہر تھا کہ ان محققوں نے اطلاع علی الغیب کو انبیاء سے خاص مان کر خود ہی یہ بھی کہہ دیا کہ انبیاء پر یافت والے اور ہمارے اور دوسرے آدمی بھی تعلیم پر مطلع ہو جاتے اور غیب بتاتے ہیں۔ جس پر ترجمہ لیسے گواہ ہیں کہ انصاف والوں کو اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ متناوی صاحب مسماۃ یہ جو تھا بھی ہم کر گئی جو خاص منبع الزام فلاسفہ و اعتراض علماء تھا۔ متناوی صاحب اس حرقہ کے یہ قطع بریدوں کے طومار دیکھتے رہا تھے۔

۵۔ اسی کے متعلق وہ عبارت کہ قلنا ما ذکرتمہ مردود ہوا مردودہ نے نقل کی اور اس میں بھی ایمانی تک لے کر یہ جملہ کا اقرم تہدہ حیث ہونے لگا للمرتبات حسین والوصفی والناستین فلیتجسب بہ النبی من بیہرہ ہم کر گئی جس سے واضح تھا کہ یہی وغیرہ میں اختیار نہ رہنا فلاسفہ کے اس قول حدیث کی خیانت ہے جو انما مان پر وارد کی گئی ہے۔ نہ کہ عاذا اللہ خفض الایمان والے کی طرح علماء خود ہی وغیرہ میں فرق کے منکر ہوئے ہوں مسماۃ یہ پانچواں بھی ٹھکر گئی۔

۶۔ اسی کے متعلق فلاسفہ پر دوسرا اعتراض تھا کہ

احالۃ ذلک اطلاع علی اختلاف النفوس مع اتحاد ہاب النور کما ہو ہذہ جہمہ مشکل لان المساواة فی الماہیۃ قویب الاشتراک فی الاحکام والصفات واستناد الاختلاف الی احوال البدن مبني علی القول بالوجوب بالذات۔

مسماۃ یہ چھٹا بھی صاف اڑا لگی۔ جس سے اور بھی مرید روشن نہ تھا کہ ان پیشانیوں کی شہادت بروہہ ازام ان کے منہ پر اس جارہی ہے کہیں متناوی صاحب بیان یہی کہہ دینا کہ علماء بطور فرد کہہ رہے ہیں کہ جب نبی وغیرہ کی ماہیت ایک ہے تو نبی اور ہر کافر کا سب متفق ہیں شریک ہوتا واجب۔

کیوں متناوی صاحب رسیلا والاظر یا تو نہ ہو گا۔ مٹرائے تو جب کہ ایمان پر وجوب ایمان نہیں تھا کہ ان۔

۷۔ متناوی صاحب رسیلا کی اور بھی کوٹھڑی کی شامت دیکھتے۔ شرح مواقف کی عبارت سے تو یہ دوسرا اعتراض انگ چٹ کر گئی مگر ماسیہ پر شرح طواع کی عبارت لاتے وقت وہ اپنا چرچہ مریع کر گئی اس کا دوسرا اعتراض بھی نقل کر لائی:

والیضا النفوس الشریبۃ کلہا متحدۃ بالانوار فصاحبنا بعض جانا الاخر فلا یکون اطلاع خاصۃ للنبی۔

وہ اس پر بھی ہوئی کہ انہی کا نامہ اڑایا جاتا ہے تو محض الایمان کے گماڑ میں

ہی ہو جائے گی کہ کیا ایسا شخص کا وہی منہم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے۔ اور یہ
سچو نصیب دشمنان کر علماء و معاد اللہ تعالیٰ عارضین اڑانے بلکہ خلافت حق کو ہی کے
مذہب ناپاک پر ترجیح دیکھ لے لیں اور غضب الایمان خود ہی کا خاصہ اڑاتی ہے۔ علماء و فقیہ تو ہیں
کار و کر رہے ہیں اور غضب الایمان پک تو ہیں بک رہی ہے۔ نیز یہ بات تو آئندہ کہنے کی
حتی۔ جہاں سوال ۹۴ کی تعلیق کی جائے گی مگر مسئلہ سخن اس تک پہنچا اور حق مجدد اللہ اہل
حق پر واضح ہو ہی آیا۔ حال و استقبال کیاں ہے و اللہ الحمد۔

۱- تھانوی صاحب حسام المؤمنین شریف نے جو غضب الایمان اور اس کی ماہر پر اہل قافلہ
اور اس کی غارت خیز انسان کی عبارت کفریہ کو ذکر کیا اور ساری کتابیں اٹھا کر نہ دھرویں
اس پر آپ کے اذنا ب و حواری نے کیا کیا۔ عو کو کا جیبا غوغا نا وقت عوام کو دھوکے
دینے کے لیے چھایا۔ دیوبند کی زین بر مر پاشا کر قریب قوم لو طاعیہ العلوۃ و السلام کی
طرح اکملان یک پیچانی پیما کر ہے ہے اوصی لکھی ہے۔ ہے پوری ذلی۔ حالانکہ جتنی
عبارت سے کفر متعلق ہے قطعاً پوری سے لی تھی۔ ساری کتاب نقل کر دی کیا ضرور
تھی نیز اس کی تفصیل تو اللہ تعالیٰ القاصد اللہ السامع القاصد میں ملاحظہ ہو۔ مگر
رسید کیا فرمائیے کتنی کی ذرا رہے ایمان سے کرنا سے تمام سے بیان کے بغیر ہم اور
بیچ میں سے نہیں حرف کا جملہ پلٹا۔ کیا آپ ان ناپاک حرکتوں پر رسیا پرنہ متوکلین گئے۔
کیا اس سے نہ کہنے کا کہ عطر

ششم بادت از خدا و از رسول

مگر کیا فائدہ کہ رسیا والا خدا اور رسول کو مانتا ہی نہیں۔ بل و علا دعلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلّم۔

۴- مسماۃ نے قطع برید میں اپنے اسی پکے پکے نہ کی۔ شرح مواقف میں اسی کے
متصل دوسرے خاصہ فرق عادت کے رویوں فرمایا:

ظہور الامور العجیبۃ العارۃ للعامة لا یختص بالذہن کا اعتقاد
بہ کیفیت تمیز کا معنی ہو۔

یہاں بھی خلافت کے اعتراف سے ان پر غریب تھی۔ کیوں تھانوی صاحب کیا علماء کے سخت
خود اپنے طور پر کہہ رہے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام کے معبر اور امت کے مشن
کے عجیب واقعات ہیں۔ کچھ فرق نہیں۔ رسیا یہ سنا تو ان بھی غصہ کر گئی۔
۱- اسی کے متصل سب سے بڑھ کر کلام تیسرے خاصہ روی پر تھا کہ:

ماں ماں کو وہ الی تخیل ملا وجودہ فی الحقیقۃ کما للمؤمنی والمجانین
علی ما صرحوا بہ کلیت یحسون نبیا من حکان امر و نہیہ من قبیل
ما یرجع الی تخیلہ لا اصل لہا قطعاً ہر بما خالفت صادر عما البہ
المعقول الینا۔

کیوں تھانوی صاحب یہاں بھی کہہ دیا کہ شارحان مواقف و طوابع انبیاء علیہم الصلوۃ
و السلام کی وحی کو محض بے اصل رسامیوں اور پانگوں کا منہ بان تباہ ہے۔ غ۔
ششم بادت از خدا و از رسول

سوال پنجم و دم: تھانوی صاحب خبیث مرتد نجری کی حقیقت وحی کا انکار اور قرآن مجید
کو ایک پوشیے آدمی کی باتیں بتانا ہے کہ کوشش کے وقت بے خودانہ اس کے منہ سے
نکلنے ہیں کیادہ مسماۃ لبط اللہ ان کی طرح اس عبارت شرح مواقف کو اپنی سند نہیں بتا
سکتا۔ بلکہ مسماۃ بے ہماری کو تو اتنا ہی نصیب ہوا کہ انصاف درکار ہے۔ کیا لا یختص کا
وہی منہم نہیں جو عبارت غضب الایمان کا ہے۔ وہ تو اس سے بڑھ کر بڑی نعلی سے کہہ سکتا
ہے کہ انصاف درکار ہے۔ میں نے تو وحی کو فقط پوشیے آدمی کی باتیں کہا تھا۔ شارح
مواقف تو اسے پانگوں کی یک رسامیوں کی تحیک بار ہے میں تو کہا اس کا یہ سند لانا آپ
یعنی بتائیں گے۔ ایسا ہے تو قسمت کا کھلا کھڑا مبارک اور نہ مانیتے تو دیر ہو جائے۔ کیوں یہ
عبارت اس کی سند نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ اس میں تو وحی کو اس سے بھی بدتر دیر میں پھینکا ہے
اب کہیے گا کہ نجری مرک دو زبان ہے۔ صاحب مواقف و شارح رحمہما اللہ تعالیٰ نے خدا و اللہ
اپنی طرف سے تو ایسا نہیں کہا۔ بلکہ خلافت کے قول پر اس کا ازام دیا ہے۔ جتنی تو رسیا
کے داؤں کو یہ کیوں نہ سمجھیں۔ وہ لا یختص بھی انہوں نے اپنی طرف سے نہ کہا۔ انہیں تخیلوں

کو لازم دیا ہے۔ پھر ہی کو دیا کہ گئے۔ کس پر ہی کو پکڑا کہ نہیں گئے۔ اگر کہتے یہاں تو خود اتن نے صاف کہہ دیا ہے، علی ماصر حواہ۔ یعنی فلاسفہ کی تصریح ہے۔ سچی تو وہاں کیا انہوں نے صاف نہ فرما دیا تھا؛ حکما افسر تصدی یعنی یہ فلاسفہ کا اقرار ہے۔ بلکہ وہاں تصریح فلاسfas اس امر کے متعلق بتاتی ہے کہ دیوانے غیر موجود اشیا کو دیکھتے ہیں۔ عبارت یہ ہے:

حکما للمرضی والمجانین فاشھد ان لا وجود لہ ولا وجود لہ فی الخمر
علی ماصر حواہ وترتر واما هو السبب فیہ ولا شک ان ذلک انما یکون
علی سبیل التخیل دون المشاہدۃ الحقیقۃ۔

اور یہاں خود اسی لا یتخص کو اقرار فلاسفہ بتایا ہے کہ لا یتخص بالنبی حکما افسر تصدیہ۔
تو یہاں امر اور بھی واضح تھا مگر

جب آنکھ ہی نہ ہو تو کھلاں بھی رات ہے

کیوں تھانوی صاحب کسی بھی جڑ

شہد یادت از غدا و از رسول

مگر میرا یہ کتا ہی فغول جیب ایمان میں شرم کیونکر مقبول ولا حول ولا قوتہ
الابا للہ العلی العظیم۔

تھانوی صاحب اب تو کھلا کہ یہ سب خیانتیں فلاسفہ کے مذہب میں نہیں ہیں جن کو علما آشکار فرما رہے ہیں کہ بے ایمان تو تم نے ہی کی اتنی قدر کرو ہی نہ کہ جو تو یمن نبوت ان کے کلام مذہب میں نہ تھی۔ بلکہ اس کا اعلیٰ احتمال کسی عاقل کو نہ ہوتا۔ یہ وہ علما و معاذ اللہ نفس اللہ علیہ کی طرح خود تک رہتے ہیں۔ مگر یہ کہ کف بر روئے بے دینی جملہ مانس کی صورت شیطان ملعون کی ٹانگ تھے اگر کہ زبان سے نکال دیا تو ابھی در تو نہ کھلا ہے یا عمر بھر ابلیس ہی کا ساتھ دینا ہے۔ وہ دیکھو وہ دوسرے ٹھٹھے لگا کر کہہ رہا ہے:

انی مبرئ منک انی اخاف اللہ رب العلمین۔

لہذا اپنی عاقبت پر رحم کرو اور اس کے آگے نہ نکارو احد ذہار سے جو حکم نافذ ہوا ہے اس سے

ڈرو وہ یہ کہ:

فصلان عاقبتہما اتھما فی النار خلدین فیہا و ذلک جزاؤ الظالمین
والعیب ذی اللہ رب العلمین۔

نرسن اپنی دھلی گتو میں تباہ اپنے ساتھ علماء کو کیوں ساتو۔ انصاف درکار ہے۔
وہ تو ایسی ہی کھڑا کر رہے ہیں۔ جس باس تم نے بکا۔ پھر اپنے رکوا اپنی سند بنائے جیتے ہو۔
مگر یہ بھی ایسی چال اور عوام کو اپنے کہیں بھانسنے کا جال ہے۔ لیکن اھل اللہ مسلمانوں کا
حافظ اللہ ہے۔ وہ دیکھتے آپ کی بھانسی آپ ہی کے گلے میں پڑی۔ والحمد للہ
رب العلمین۔

سوال پنجاہ و سوم و تھانوی صاحب رسلیہ والا بھی کیا یا کرے گا کہ کسی کتر سے بے پلا پڑا
تھا۔ یہاں تک تو ضیائے فلاسفہ پر انطباق دکھایا تھا۔ اب وہ کھول جس سے مخالفت
پوندھیا کر پٹ ہو جائے اور آنکھ کھولے تو جو پٹ چوٹ جائے۔ تھانوی صاحب آپ کے
یہ بھی دیکھا کہ سوال ۴۸ فلاسفہ ہی پر منطبق نہیں۔ بلکہ یہ بلید و بلید سب انہیں کفار غنبد
سے طابق المجتہد بالوت ہیں۔ لیسیر یہ کفار انہیں کفار کی راہ چلے ہیں۔ علما نے جو ان
کافروں کا رویا دیا وہی ان کافروں پر تمام المؤمنین سے وار د کیا۔ تھانوی صاحب اپنے ایمانوں
کی دھڑائی تو دیکھئے اپنے رکوا اپنی سند بنائے جیتے ہیں اس کے اشارت اور یہ بھی
گزرے۔ مگر کام توان سے ہے جن کو دہریتات میں مجھول خلق ہیں۔ لہذا پورا انطباق
کھول کر کھاؤں۔ ابھی نہ سوچھی تو ہیں سوچاؤں۔ مبدئیت جس سے زید نے رب
عز و جل کا وصف کیا۔ اس کا مذاق و جوب و جوب ہے کہ اس سے مراد اخاذ و جوب ہے۔ جو
واجب الوجود نہیں۔ اپنی ذات میں خود بلک و نامتقنی وجود ہے۔ دوسرے کے بیلے
کاقتضی وجود و مفید ہستی ہوگا۔ ولید پلید اس سے مناط پر پر رکھتا تو اسے کسی
شیخ کسی صورت میں گسکر کما رندا کے برابر نہ سوچتے مگر اس بے ایمان نے اسے مناط
حق سے پھیر کر صرف ظاہری تبدیلی مہیات و وضع پر ڈھالا اور ایسے وصف عظیم کو یوں

لے قدر کر دیا۔ اسی طرح علم غیب جس سے زید نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کیا اس کا مناسبت صرف اختصاص و موجب ربانی تھا۔ جس پر آپ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ یجتبیٰ من یرسلہ من یشاء و مرشداً یعنی وہ بات جسے جان لینے کی طرف عقل و فاس کو راہ نہ ہو۔ رب عزوجل محض اپنے فضل سے اپنے بندے کو اس کے علم کی راہ دے اس پر اسے تسلط دیتے۔ جیسا کہ خدا اس نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

علمہ الغیب فلا یقدر علی غیبہ أحدنا من امرئ من رسول۔

لا سلیمان والایمیرید اس منافع پر رہتا تو اسے کسی قسم کی معرفت میں ہر ایک ہر چہ پر اپنے نبی کے مانند نہ سوجھتا مگر اس دور و دل سے اسے منافع سے توڑ کر صرف اتنی بات پر لا ڈھا لاکہ کوئی بات ایسی جاننا جو کسی دور سے پہنچی ہو جس سے باطل چپائے تو اس صفت جلیلہ میں معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک کر سکے۔ اور پھر براہ عیاریں خفض الایمان میں کوئی نہ کوئی بات کہتا ہے اور مسامحہ اس پر اور حاشیہ چڑھاتی ہے کہ گو وہ ایک ہی چیز ہو۔ حالانکہ یوں تو ہر ایک ہر چہ پر اپنے کو روانہ لاکھوں علم غیب ہیں۔ مثلاً دیوبندیں جو دیوانہ ہواس کے سامنے وہاں کے مکان کی ایک ایک اینٹ زمین کا ایک ایک ذرہ گھر کے مردوں، عورتوں، بچوں کا ایک ایک بال گھر کی ایک ایک کھٹی جھنگ کا ذرہ وغیرہ لاکھوں چیزیں ہیں اور تھانہ بھون میں جو چرچا رہی ہو اس سے وہ سب جھٹی ہیں۔ یونہی تھانہ بھون کا پیر و بان کی لاکھوں اشتباہ بیکھ رہا ہے۔ جو دیوبند کے دیوانے چھٹی ہیں۔ کیا جناب تھانوی صاحب (بانتھانے منقطع) کے کو کو عاقل اسے علم غیب کہے گا۔ مصلوہ دیکھا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کبھی صفت جلیل عظیم اختصاصی کو کبھی ذلیل متبدل لے قدری بات پر لا ڈھا تو یہ ان کا خدا سدا کا پرور افضل تو اسے دے دی نفی منافی ہے۔ وہی اختصاص الہی و موجب ربانی سے عدول ہے۔ وہی صفت جلیلہ کی توہین و تذلیل ہے۔ وہی کسی کسی بات کا اللافان و شمول ہے بان فرق اتنا ہے کہ دیان الوفا سلف نے نبی کا خاصہ نہ کر دہ کی کہ مہر و ناگس کو شامل ہو گئی اور علمائے ان احمقوں کو الزام دیا کہ اب نبی وغیرہ میں کیا تمیز ہے اور یہاں یہ

ان کا سر لیں اس سے بھی پانچ جڑیاں بڑھا ہوا خود اپنے منہ نقلی ناصر کر رہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ خطا الایمان (ص) خود اپنے منہ نبی میں فرق کا انکار کر رہا ہے کہ نبی غیر نبی ہیں وہی فرق میان کہنا ضرور ہے۔ (خفض الایمان ص)۔ تھانوی صاحب (ص) ہو وہ فلا سلف ہر کا کو باہر رسلہ والا خاجر۔ شرح موانع و شرح طالع کی عبارتیں ان کا زوں کا نیادہ ردی پر جتنی منہ کے خود کا لے ہوئے نفی اختیار کرے۔ بلکہ ان کے قول سے ان پر الزام لگے یا اس مرتبہ پر زیادہ قریب جہاں اپنے منہ ان نقیوں کے کفر کیا رہا ہے۔ تھانوی صاحب ان پلید و بلیسہ کی کمال مندروری لے ایمانی دیکھی۔ کیا اپنے قابو برد کو الٹی اپنی سند بنا چاہتے ہیں۔ حرمت مروان دیدی نعمت و نعت چشمدی۔

فاسد کا: تھانوی صاحب اس دوسری کیا دی پر اعتراضات ہیں ہمارے اگلے تین پر مقرر فرمائے۔ دیکھو وہ رسلہ والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ کیا اتنی عزت عظیم کے بعد بھی نہ سمجھی ہو گی کہ لکیر و خرید و فلاسفہ، عنید و پلید و سب غیثوں کو ایک ہی آزار ہر ایک ایک ہی کو کیا ہمارا۔ سب پر ایسے ایک ہی طرح سوار۔ یعنی اوصاف جلیلہ کے پسے مناسطے انکار۔ ذلیل و قدر احوال پر افواہ تو ہیں نبی و واحد قہار و متعلیٰ الکھنیں انسا۔ یونہی طاعنی و باطنی پر بھی ہی ٹھیک اور وہ دونوں بھی ایسے ہی کفار اگر کسی نبی مشد سلیمن علی الصلوٰۃ والسلام کی سلفیت پر وہ انکار۔ اس تقدیر پر گمان ہو سکتا تھا کہ یہ سات قسم کے کافر ہیں اور جنم کے بھی سات دروازے شاید حکم لہا سبعة الجواب لصل باب منہد جزر مقسوم۔ ہر ایک کو دروازے سے داخل کریں۔ مگر نہیں وہ ساتواں ایک ہی تہی کے چٹے بٹے اور جنم کے ایک ہی دروازے سے ڈھکیلے جانے کے قابل ہیں۔ والعباد باللہ رب الغلیین۔

سوال پنچاھ و چہارم: تھانوی صاحب میری دراز نفسی معاف فرمائیے۔ میرا کلام عدیل ہوا۔ پہلے حل کا نام اس کہ آپ کا جی کو ٹھونڈتا ہو گا کہ دوسرا اور سادگی کی گرہیں کھولنے اترتا ہے۔ انصاف کیجئے تو ایک ہی نے کیا لگا لکھی کہ دوسرا اور سادگی۔ مگر ان اس لے بل و لا و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کی اس آہٹ کی ناز برداری ضرور ہیں کرنی کہ یہ تو تم نے علم غیب کے معنی و مناظ
اہل عقل کے طور پر لے کر فلاسفہ اور سلیکوں کو سمجھنے کے ایک ہی کنوین میں ڈھکیل دیا۔ وہ
کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی۔ میری نظرائی پُر اثر وجہ میں ہر پاگل ہر چرپائے کو
علم غیب ہو۔ دیکھو تو اس میں تم میری ڈیڑھ گز کے کھولے لیتے ہو۔ رسیلیا کی
پینزیا ہٹ اگرچہ زسے جنون کی بوکھلاہٹ۔ کوئی پاگل کہے کہ تم نے خطہ کے مسلمات
پر میری بکواس رو کی پاگلوں کے مسلمات پر تو رد کر دو۔ اس کا جواب اتنا ہی میں ہے
کہ جنت گم گئے رسیلیا کی تو ہم طرح ناز برداری منظور۔ لہذا جس طرح سوال ۴۸ کا
انطباع دکھا یا سوال ۴۹ کا بھی دکھا دوں کہ اس کی آنکھیں چھٹ کر رہ جائیں۔ چل
کہاں تک چلتی ہے۔

چقدر بدبخت تونں بہ بیت چاندہ ام من

چقدر مبدہ توجقدر رساندہ ام من

ہاں تھانوی صاحب کیسے تو زید سلمان جو اپنے رب، اپنی نبی، اپنے ائمہ اپنے علماء
جل جلالہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رحمہ سے سیکھ کر دیکھا کہ
سوال ۳۲ میں اس کا ایک مختصر نوٹ لکھا، اپنے نبی فی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس
پر علم غیب کا حکم کرتا ہے اسے حضور کی مدح کی یہ مقصود ہے یا کچھ اور۔ یوں کہ ہاں
وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کرتا ہے اور یہی اس کی مراد ہے۔

۲۔ اب یوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف میل تمام عالم سے ارفع و
اعلیٰ درجہ پر ہے یا نہیں۔ کہو ہے اور ضرور ہے۔ اور کیوں نہ کہ کہے کہ خدا کا وہ را
مر پر ہی لبط البنان اس کی تشریح ہو چکی ہے۔

۳۔ اب کہو کہ اس کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس درجہ و نور و کثرت پر ہونا
کر شہد لاکھ لاکھ بار تک رہے اور اس کی مقدار لاکھوں حضرت گن سکے۔ کچھ تعریف غلطی
کی طرح ہو جا بہام منافی مدح ہے یا اور زیادہ مؤید مدح کہو کہ ہرگز منافی نہیں بلکہ
کمال مؤید۔

۴۔ اب یوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف عظیم میل کی مراد مدح ہے
یا نہیں۔ مسلمان کا نام یا راستے ہرگز کہو کہ ہاں ضرور عظیم مدح کے قابل ہے۔
جس سے قرآن عظیم نے ان کی مدح فرمائی ہر انمول نے اپنی صحیح حدیثوں میں اپنے رب
کی میل نعمت اپنے لیے جتنی صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں قرآن فرمایا ان کی یہ ثنا
ہوتی کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدم صا اعطا ص الغیب و علیہ۔ زیادہ
تسکین چاہو تو قاصر الا عنما سے اپنا علاج کراؤ۔

۵۔ اب سوالات کا بلند بچہ یوں کہ مدح طر کیا ہے۔ مدح کو کتنی بات ضرور کیا جب تک
کسی صفت میں اللہ عزوجل کی برابری نہ ہو۔ اس سے مدح نہیں ہو سکتی کیا کوئی کافر سا کافر
ایسا کہہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ دھرم کا گنگوہا انہی نہ ہو۔

۶۔ کیا مدح کسی عام ذلیل مبتذل وصف سے ہوگی۔ کیا کوئی احمق سا احمق کو دن سا کو دن
ایسا کہہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ کت کاٹھا فوی و یونہی نہ ہو۔ اسے سبلی اللہ مدح اور وہ
بھی کسی کی اعظم الحمد و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اس میں مراد ایک
ایسا وصف ہو جو ہر پاگل مانور سے کچھ بڑا لی کے پایا جاتا ہے۔ کہو کہ نہیں۔ ہرگز نہیں۔
کسی عاقل کو اس کا نام بھی نہیں ہو سکتا۔

۷۔ اب یوں کہ جب شرف اول قطعاً متغنی و مخصوص بحضرت عزت عجلہ تعالیٰ اور محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مناظر مدح علوم غیب وافر و کثیرہ و غلبہ تمام ہر مان
سے نزول تر مدح شمار و احصا سے باہر قطعاً موجود کہ لبط البنان بیچارہ کی کو بھی مسلمانوں
کا بھی رکھنے کے لیے اس کا خلاصہ ہی ائمہ و اوزار مقصود تو اسے تہذیب و کثرت و شرف و مدح
ذلیل مبتذل پر دھماکا کہ یقیناً قطعاً ہرگز اس کا احتمال نہ کسی عاقل کے لائق و ہونیاں
مرحمت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح عظیم کو بگاڑنا اور اس وصف کے یہ پر
اپنی ہی تو زبان کی قیدی جھاڑنا ہے یا نہیں کہو ہے اور ضرور ہے۔ سوال ۳۳ میں
خلا بخلاں کے سرور غزل و الابیان سے بیول مانا۔

۸۔ اب کہو یہ تو بچن کہ کلام فیضی معاذ اللہ اس کی پور کنار زہار اصل ہرگز اس کا احتمال ہی

خضع الایمان والا خود ہی اس کا بادی ہوا۔ وصف عظیم کو ایسی دلیل بات پر ڈھال کر آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے کا فسادی ہوا یا شامان موافقت و طوابع کی طرح اس توہین کا کلام نفعین میں بھی منظر و مناوی ہوا کہ کو کہ نہیں نہیں بکریہ شامی غرور ہی بادی فسادی ارزائی ہوا۔

۹۔ اگے چلے خضع الایمان کی یہ سنگم تقریر کہ مدح نیز تفسیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رد میں بھی خود مناظر مدح کا انکار کر کے گیا کہ پھر اور (دیکھ سوال نمبر ۵۴) کہ کو کہ اس نے مناظر مدح کی کا انکار کیا اور مزور تنقیص شان معذور پر زور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتکب ہوا۔

۱۰۔ اب یہ لو کہ خضع الایمان والے نے اس مدح کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح زمانہ کھنڈا تو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کو باطل کر دیا یا نہیں۔ کہوں ضرور باطل کیا اور واحد قہار کا غضب اپنے سے مراد تھا۔ قرآنی صاحب آپ جیسے کہ وہ مغلطہ کیہ کر کہ ان غلط لغت الہیہ ملکوت ربانی کے ہولنا محمد رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ وصف عظیم علم غیبی جس کی طرف اعلیٰ عرب العزۃ عزہ جلا سے خاص اور طرف ادنیٰ خضع الایمان کے مدح پر ہر گاہ گچہ پاسے کو حاصل اور اوساط میں بسط الایمان کے اقرار جمہوری سے سب سے ترفع و اعلیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مدح کامل اور زبردست مسلمان وہ خادم سلطنت کر اپنے آقا سے کہیم کی مدح کر رہا ہے اور وہ طے اب بد نگام و منہ پیٹ ، تمک حرام، وہ دسلہ کا ناقہ جام کہ اس پر منہ آتا اور اس مدح عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطل کرنا اور اس کا حکم معذور پر غریب مینا اور معذور کی صفت کو ہر پاگل جانور کے حال سے ملاتا اور معذور اور ان دونوں میں وہ فرق نہ دیکھتا اور معذور کی مدح جلیل کو ایسی ذلیل بات پر ڈھالتا اور اس صفت کریم اور نور کو صوفیہ عظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی شدید اشد توہین کرتا ہے۔

وسیعہ الذین علموا اسی منتقلب بقلوبہم -

بناب تمنا ہی صاحب سمجھے۔ خاک سمجھے۔ خدا کو ان کر ایک دفعہ تو معلوم دو۔ مگر یہ بظافت ہی کی طرح۔ مگر توہین اور حق کا اقرار وہ تو ہمارا رب عز و جل فرمایا کہ

لا یزال بنیا نھم الذی یشواہیۃ فی قلوبھم الا ان تقطع قلوبھم -
اور ہمارے سبھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے :
یصرقون من الدین کما یصرق السهم من الرمیۃ ثم لا یعودون
و دخول و لا قوتہ الا باللہ العلی العظیم -

سوال چہا و پنجم : تمنا ہی صاحب اب تو آپ کو لا یختص کافر حق بھی سوچ گیا کہ لفظ و معنوم وہی ہیں۔ فقط کفر و اسلام کافر حق ہے۔ عبارت علماء میں لا یختص مقال کفار کا اظہار اور پلید و بلید و سلیم والے کی عبارتوں میں خود ان کی کجاس کفر بار۔ علماء مسلمان ہیں اور یہ دونوں کفار اور ہر سوال ۸ م فلاسفہ اور انچا سوال ۱۰ سلیم والے پر ٹھیک لڑ گیا اب کچا سوال ۱۱ پھر اتار لیجئے اور اپنے جیسے عظیم روکا جی سند بنا ہے پر ولید پلید اور سلیم والے جیسے دونوں کی پانہ پوری راہ لیجئے اور اس سے بھی کڑا چاہیے تو وہ پلید عظیم مل دیکھتے جس نے ایک ہی سوال ۸ م فلاسفہ اور سلیم والے دونوں پر اتار کر دکھا دیا جس نے دونوں کا ایک دنگ کے کافر جو نہا دیا۔ جس نے آفتاب سے زیادہ روشن ثابت کر دیا کہ شرع موافقت و طوابع کی باتیں میں طرح فلاسفہ کی رو میں۔ یعنی ایسے ہی خضع الایمان والے کی رو اشد ہیں۔ بلکہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارتیں خضع الایمان والے پر کفار فلاسفہ سے بھی بڑھ کر غضب و نفر الہیہ اعلیٰ ہیں جس نے تادیب کر دیا سلیم والے کی چاند پوری کھائی کی کرات سے ان عبارت علماء سے استناد کو سوچائی مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ اس کا یہ استناد اسی شامت کی ناری کبریٰ کی مثال ہوا ہے اس کا ساک سنگل میں نہ کرنا چاہتا تھا اور جہر بھی مخفی بکری نے حسب عادت کہہ گئے نہیں کہ حق شروع کی۔ حسن اتفاق کہ کہیں دبا ہوا بھجان کا پھر اٹھ گیا۔ لاک نے بکری گھٹنے سے دبا یا اور وہی پھرا اس کے گلے پر پیر دیا۔ اب پڑی خبر خرخر کر رہی ہے۔ خر کے ناز سے جھلک رہے ہیں۔ قورٹی دیر پاؤں بچھپٹنا کر دم توڑ گئی اور عرب کے لیے کک الباحث من حننہ بقلنہ مثل جھوڑ گئی۔

افسوس کہ ایمان سے سڑ گئی بکری
و اکتہ مخفی اس شرح موافقت کچھ ہے
آنکھیں تو نہ غیبی پہلے ہی اب بکری بکری
گتے کے گلے جس کے تے دگر بکری

پر پائی نے اس غیب کا علم آ نہ پایا
حال میں مگر شرح طوالی کے استغنا
مسی یا کس اشرف کا غضب ہار گئے کا
مرتے ہوئے کرتی ہوئی خرقہ گری کوری

یہ ترس لیا کی دوسری کیا دی گئی ہوئی خدا کو ایک جان کر کنا کسی خواب میں بھی خرقہ مرقف و
طوالی کے یہ لیل طلب سوچے تھے آپ تو آپ دھرم سے کتنا اپنے کیے جسے کسی استاد سے یہی
کسی مطلب کا ایسا عظیم و بلیط قاصد و اہر بیان سنا تھا۔ افسوس کہ کسی پاگل کی چوبائے نے
اتنا علم غیب نہ پڑھا کہ ان عبارتوں کا نام لینا کلمے پر اٹھی پھری چوبائے گا۔ جن کا سہارا پڑھتے
پاں ان میں تیرہ خبر ہوتے ہیں۔ دوسرے کے سب کا مل کا لگ ہو جائے گا۔ اور وہ نوکر جلیب
ہوں تیرہ تین بارہ بات ہوئے۔ سالہ سال آپ کی خاموشی آپ کی بے ہوشی پر پردہ ڈالے ہوئے
مختی بھر سنا تھا۔ آپ کے اذتاب چرخ پکار مچاتے تھے کہ ہرگز نہ خضض الایمان کا یہ مطلب
نہیں جو حسام الرین وال معتدل المستند نے لکھا اور علمائے کرام عین معزین نے سمجھ لے چارے
جھاڑوں کو اتھاں بڑھا تھا کہ ہاں شاید کوئی ایسا بھی مطلب جناب کے کہ میں ملوں کیسے ہوئے ہو
جو مکروہ و مہینہ تک کے اکابر علماء نے سمجھے اور شاید خضض الایمان کا لگا کفر سے بچا لے۔ اب کہ
آپ کے حواریوں نے ایمارا ایمارا کو بچنے مار مار کر دس برس بعد آپ کا بدن قرینہ کھلوایا
چوڑا اور نرود جناب نے اپنے جسکی مطالب و غدرت کا کھانڈا بھڑا کھل کر دیا کہ وہ بڑی نرس
شیخی اور بنی کا نے تھے۔ میں یہی مطلب نامراد تھا۔ جو لفظی کفر و اتلا و تضا۔ ہو غدر گڑھا اس کا
وبال آپ ہی کے مہر پڑا۔ بڑا دل بھاڑی اس نے آپ کی گڈی اور گڈی مری

کل کیسب پر تراجمید غضب تولے کیا
کیوں ترے مذ کا کلمہ پیچید غضب تولے کیا

جبریتہ تو منا تلوار تھے اب خیر خواہ مہر و مرض ملاحظہ فرمائیں :

خیر خواہانہ معروض

آپ شروع لبط البنان میں فرماتے ہیں :

میں نے یہ غیبت مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ الحمد للہ کہ مضمون کو آپ خبیثت مان چکے اور
یہ ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ وہ آپ ہی نے لکھا اور اپنی خضض الایمان میں لکھا۔

آپ فرماتے ہیں :

لکھا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطہ نہیں گزرا۔ اور ہم نے آپ کو
دکھا دیا کہ یہ غیبت مضمون آپ ہی کے دل زبان و قلم کا ہے۔

آپ فرماتے ہیں :

میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ ان میں عرض کروں گا۔ اور ہم
نے آپ کو دکھا دیا کہ لازم نہیں خضض الایمان میں یقیناً اسی کا التزام ہے۔ آپ کی اکثر کی چنانچہ
اس نے آپ کے کفر پر اور برسر طری کر دی۔ ایک بھی بیانیے نہ بنی۔

مر لیغ کفر پر نعمت خسر اکی

مرض بڑھتا گیا ہوں جوں دوا کی

فی خلوبہ مرض غدا ھمہ اللہ مرضا۔

آپ فرماتے ہیں :

جب میں اس مضمون کو غیبت سمجھتا ہوں۔ جی اور مضمون واسلے کو کیسا اور میرے
دل میں کبھی اس کا خطہ نہیں گزرا کہ یوں اٹلی آتیں گھل پڑیں گی۔ جبکہ اور پیر معروض ہوا
اور بیانات قاصر سے ہم نے ثابت کر دیا تو میری ملائیس ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہمیشہ نامراد ہے نامرادوں کو در کمال اندر ہی ہوز بانی ہڈی
کٹی تھی۔ مراد کیا کہ یہ حقیقت اس پر بالکل پانی پھر گئی۔ خیر بیان تک تو ترے مکر کے ساتھ دون
کے سورج سے مکرنا تھا۔ اگے حسام الرین کا کرا اور ان کی کھلواتا اور خود آپ کا کفر آپ
کے مذہب کو لواتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

بمقتضیٰ ایسا اعتقاد رکھنے یا ایلا اعتقاد رکھنا یا اشارۃً یہ بات کہ میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ کلمہ شہادۃ کے بعض حصوں کو طعیر کی وجہ سے مستور ضرور عالم غوثی اوم سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدا کے لیے حسام المؤمنین نے اور کبائر مہکول دیا تھا۔ جس پر آپ کے طالب علم نے وہ زمین سربراہی ٹھانی مٹھی کر مائے کافر کہہ دیا۔ جناب اب تو آپ خود خضف ایمان والے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ کیا خارج از اسلام کافر میں آپ کی تفریق سمجھتے ہیں لکھ رہے انصاف۔ حسام المؤمنین نے تو اتنا فرمایا بھی تھا کہ اگر اعتقاد بھی نہ رکھے اور اس کے کلام میں اس کی صراحت بھی نہ ہو۔ مرف اشارہ ہی نکلے وہ بھی کافر ہے۔ یہ آپ نے خود اپنے لیے اخذ کیا یعنی مسلمان پر آئے تو پوری ہی گائے کھا لیں۔

المحمد حسام المؤمنین کا سر حلال آپ کے سر پر ہو کر لڑا تو آپ نے اپنی ٹاپ بچ کر ہر منہ کھولا۔ رہا کہ جا رہا یہ طلب نہ تھا اسے ہر عاقل پہلے ہی جانتا تھا۔ آپ اردو بولتے تھے نہ کہ گوردی کی انگریزی کہ اردو کی سمجھ میں نہ آئی آپ بفضلہ تعالیٰ اس توہمات انسان نے آپ جی کی سندوں سے آپ کا وہی مطلب ثابت کر دیا جسے آپ خود مان رہے ہیں کہ بیشک کفر ہے بلکہ شکی تو ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ پھر قبول کفر میں کیوں دیر ہے اشاعت تو یہ ایمان میں کیا یہ پھر ہے۔ ورنہ آپ کے اذنان آپ کے دم سے بندھے ہیں ان کے کوز کا دیال بھی آپ ہی کے برسرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان ملیک الله الالہ لیسبیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لیعلموا انراا ہم کاملہ یوم القیامۃ ومن اذرا الہین یقولونہم لیسبیں علیہ السلام ما یزورون والیسبیا للہ رب العلمین وذخول وحقوۃ الیابا للہ العلی العلیہ۔

الحمد للہ بطل البنان کے تمام عذر بات بارہ گو گھر پہنچا دیا۔ ایک خوف باقی نہ رہا۔ اب پہلے وقت کی اس کھلی کچھ شکایتیں باقی ہیں وہ قابل توجہ نہیں تھیں۔ مگر ان میں

تازے کفر کے ہیں ان کی خاطر چند سوال اور سہی کہ باذنہ تعالیٰ ساتھ کا عدد کامل ہو جائے ویا اللہ التوفیق۔

سوال پنجاہ و ششم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے جی آپ کو دیکھنا کہا نصیب۔ اہل عرب سے ایک تکبر علم سے عرب تک گونج رہی ہے اور خود رسول اللہ اور رسول اللہ کے اکابر کی گردن تیغ کفر سے اڑ رہی ہے۔ رسول اللہ کا وہ گرام پرہ کہ اس نے آج تک کچھ نہ دیکھا۔ سو میں سے ایک عرب کی اڑتی ہوئی جھنک کہیں کان میں پہنچ گئی۔ اسکا جواب دینے اٹھی۔ تھانوی صاحب کیا آپ حلف سے کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ والے نے المعتمد المستند۔ تہذیب ایمان حسام المؤمنین میں سے کوئی نہ دیکھا۔ یہ کہتے کہ سب دیکھنے اور سخت سے سخت پا کر انھیں پیچ لیں۔ ۱۰

سورہ اسوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے

دیکھ کر کہتے ہیں گلو یہ یہ کسی بات ہے

۲۔ فرض کرو کہ رسول اللہ کو وہوں بند ہیں۔ مگر ملف سے کیسے تمام قاضی افسانوں میں ایک میں اس کے کان تک پہنچا کر جواب کے لیے خاص اسی پر بندہ مارا۔ یاں یہ کہتے کہ سنے سب گراپتے زلم باطل میں اسی پر کچھ ریزن کی سکت پائی۔

۳۔ جی ہاں کیا سنا ہے یہ کہ میری دلیل کے مقدمات پر نفق کیا گیا ہے۔ تھانوی صاحب وہ دیکھتے دروہ گرا حافلہ شائد۔ وہ تفریز ذیل جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسے دلیل مانا تھا کہ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ قسم کا وہ دار ہے پتا وہ کھڑکھڑا ہے منع و مطلب دلیل کو لہا کہ دلیل لا تاہ و رہے یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے۔ جب میں جی میں ٹھہرائی کہ اس تکرار وقت کو کر گیا۔ تہذیب ہی سطر لکھ رہی وہی اگلی بانک پر نکل گئی کہ میری دلیل تھانوی صاحب رسول اللہ کو کھلا ہٹ دیکھتے تھائیے۔

۴۔ جی ہاں کیا نفق کیا گیا ہے۔ یہ کہ اس بنا پر چاہیے کہ آپ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم جی نہ کہیں۔ مگر کچھ کوہ عزت ہے کہ تاخیر کے فرق معترض سے خیال میں نہ پایا

یہ نفقہ اس وقت ہوتا کہ آپ کو عالم مطلق یعنی علوم کی بنیاد کا جاننا۔ آپ کو تو عالم خاص
 علم عظیم مختصہ کی بنیاد کا جاننا ہے۔ متناہی صاحب اس بذات رسلیا کی پوری اور
 سرزوری دیکھی۔ آپ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حضور
 کے علم عظیم علیہ مختصہ بھی و شمار کوڑا کرنا ماحد صحت اونی ذیل یا ت پر ڈھالا کہ
 کسی نہ کسی بات کا علم ہر دوسرے سے مخفی ہے (مخفی الایمان مثل) گودہ ایک ہی چیز
 ہو گا وہی ہی درجہ کی ہو (میں) اور اس پر جو اس کے جسم نے نفقہ کی توانا اسی پر مقوی
 ہے کہ انشاریع فرق خیال میں نہ دیا کیا آپ اس سے نہ فرمایاں گے کہ مسخری خیال میں تو
 نیز سے نہ کیا تیرے خصم نے تجھے سکایا وہ دیکھو صام الحیمن صلا پر اس کا قول کہ خیال
 کر اس نے یعنی سیلا دالے نے کیونکر ایک دوسرے جانتے اور ان علموں میں جن
 کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جاتا تو اس کے نزدیک فضیلت اسی میں مختص ہو گئی کہ پورا
 اساطیر اور فضیلت کا سلب واجب ہوا اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے
 توفیق و شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی۔ مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 والسلام سے واجب ہوا۔ بے ایمان منکر یہ نفقہ تھا کہ فرق بنا کر تیرے فرق نہ کرنے
 ہی پر اتارا۔ اب انسا تو اس فرق نہ کرنے کو اپنے خصم ہی پر مقوی ہے۔ ہندی مثل تو
 یہاں اور بھی گریسی سہی کہ انسا چر کر کو تو ال کو ڈالو۔

۵۔ رسلیا کہتی ہے اور اس میں یہ مقدمات جاری نہیں۔ مت کی کیوں نہیں جاری۔ تو
 نے علم کی تسلیں نہیں اور یہ یقیناً قسم اول حیدر کل نہیں تو قطعاً کسی قسم دوم علم یعنی میں
 داخل ہے تو کہتی ہے کہ بعض مراد تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب توہم جنون
 بلکہ جمیع ہر نام کے لیے یہی حاصل دیکھو سوال ۱۹، ۳۳، وغیرہ۔

ساڑھے چار سو کی رسلیا ہے مذکور بڑی پانچ آپ ہی سمجھی کہ یہ وہی بصیرت ہے۔ جو
 رسلیا دالے پر اس فرق کے جھلانے سے پڑی۔ خصم پھر میں ہی بہتر دے دیکھا کہ
 علم غیب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح منکر حضور کے علم عظیم
 جلیہ مختصہ ہے شمار کیونکر عجلہ کہ وہ کھلا ملعون کر لیکر بیٹھی تو اس زخم نامہ مل کے ہونے

پھر اپنی کٹھنیں عیاری یاد کرتی ہے کہ اس برہان کا بلقان اور شرق مذکور اشارہ میں گزر
 چکا ہے۔ جی اور اس پر سوال ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، وغیرہ میں جو بے جا ڈک کے لگتی
 بے شمار پڑیں مودہ یاد ہیں یا نہیں۔ اور سی رسلیا تیرا اصول بنی خرن پھینکتی جا
 اور کہ خدا بھروسہ کرے۔

سوال نچا ۶، و قہم: رسلیا اگے کہتی ہے۔ دوسری اس جواب سے مجھے نفقہ کی جائے۔
 تب بھی خاتمانی الباب ایک علم علی ہر کس کا اہل علم سے تعب نہیں۔

متناہی صاحب آپ اس کا قرہ فارہ کی کفر تبلیغ پر حرات بے باکی و حشاشی ملاحظہ کریں۔
 محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی شدید ناپاک گالی دینے کو کیا اہل کھلا صراحتی
 ہے کہ ایک علم علی سوال ہے۔ جس کا اہل علم سے کچھ تعب نہیں۔ اسے۔ صلی اللہ وہ
 فرق جو خدا کا دھار سر پر جوہانے سے سر جاتا تھا۔ کہ اس پانچوں چو پاؤں کا ایک آدھ
 ذیل بات جان لینا اور کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم عظیم جلیہ
 مختصہ ہے مدو ہے شمار اب اس سے خود قطع نظر کر گئی تو علم اقدس اور اس پر پاگل ہر
 چو پاؤں کے علم میں اب سوامساوات کے کیا رہا۔ بلکہ کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص
 ایسا علم غیب توہم جنون بلکہ جمیع ہر نام کیلئے ہے اب اسی کے مترادف صاف وہی بات
 ہو گیا یا نہیں۔ جو درجہ کی صاحب نے آپ سے پوچھی کہ آپ نے بعض الایمان میں
 اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم علی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے
 ایسا ہر کچھ ہر پاگل بلکہ ہر نور پر چو پاؤں کے ہے۔

۷۔ اب آپ کی وہ بھوٹی توہر تہا کہ میں نے یہ غیبت مضمون کی کتاب میں نہیں لکھا۔ میرے
 قلب میں بھی اس کا خطرہ نہ لڑا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا
 صریح جوت ہو گئی یا نہیں؟

۳۔ اب آپ کا مدہ جبری اس حکم کو جیسا اعتقاد کرے یا بلا اعتقاد اشارہ کہ اس کو خدا کے
 از اسلام سمجھتا ہوں۔ یہ تفریق نہ کرنا ہے حضور پرورد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آپ ہی

کے صاحبِ اقرار سے آپ پر پورا اتر گیا یا نہیں۔ تھانوی صاحبِ سمت کا کفر کہاں جانتے
 بے گناہ زید و دود کا خون سرچھڑ کر رہتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی
 دینا کہہ کر مدخل ہے گناہوں کے قتل سے کہ دونوں درجہ تتر ہے۔ کیوں کہ آپ کے سر
 پر طعنہ نہ رہتا۔ کہیے آپ تو آپ کے ہر غرض معمولی کی گالی نہ دو گئی۔ اس کفر کا اقرار صحت
 پر کر لیا۔ قائل کہ کافر جو ہے کا اقرار صحت پر دے چکے۔ اب کیا خرافہ اقرار ہی کافر مرتد
 ہونے کے لیے اس کے منتظر کسی کو کسی دن یہ لکھ دو کہ اشرف علی ولد فلان پسر
 فلان نقانہ بیچوں کا رہنے والا کافر مرتد ہے یوں تو آج تک ابلیس نے بھی نہیں
 قبول کیا۔ تھانوی صاحبِ تمام المومنین کی بھد اللہ تعالیٰ زندہ کر امانت دیجیے۔ کیسا آپ کا
 گلا دبا کر آپ کی ہر گلی بند کر کے جھوٹا لڑا آپ کے منہ سے قبول کیا دیا کہ بے شک بیشک
 اشرف علی تھانوی کافر تھانوی صاحبِ کیا اب بھی ایمان نہ لادو گے۔ کہاں ہیں تھانوی صاحب
 کے حمایتی کہ انہیں کفر سے بچانے کو اپنا پیٹ پھاڑے مرے جاتے تھے۔ اب اپنا
 مر چھوڑ کر مریں کہ تھانوی صاحبِ ملا تاویل ہے پھر بھار اپنے آپ کو کافرانہ چکے۔
 اب مدعی سست گواہ جست کی نیلیں ہر ہی تمسب بھی تھانوی صاحب کے کفر کا علم
 پڑھو اور صاحبِ تمام المومنین کے دست حق پرست پر سبیت کر کے ایمان لاؤ۔ الہی
 توفیق دے۔

۳۔ تھانوی صاحبِ وہ اقرار ہی کو تو رائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی
 شدید گالی کہ جو خود کہہ رہے ہو کہ تعقیب ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ ایسا ہلکا
 سمجھنا کہ ایک علمی سوال ہے۔ جس کا اہل علم سے کچھ تعقیب نہیں خود کیا دوسرا ڈبل کفر
 نہیں تھانوی صاحب۔ بیوقوف تو جرد۔

۵۔ آگے رہا لکھتے افسوس ملتی ہے کہ اہل علم کی یہ سنت سترو ہے کہ علمی گفتگو کی جائے۔

افسوس تو بلا ترو سوتیا در سب و شتم اور رمی باقر و کھینچ کر ان کہ رشتہاں نہ رہنے کا۔
 تھانوی صاحب تیسرا کفر مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیوقوف
 دل سے گالیاں دو جی کو خود بھی جھٹھا مدرس علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور ان کے

قائل کو اسلام سے خارج قبول کرو۔ وہ تو علانہ مذہب گفتگو ہوئی اور گالی دینے والے
 شنی کافر کرمسلمان برا کہیں تو یہاں بلا نہ ہزاری گفتگو ہے۔

۶۔ تھانوی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر حکم کفر باطل ماننا اور
 اسے ہی بالکفر و ہتھانے سے نفیر کرنا یعنی مسلمانوں نے اس گالی دینے والے پر ناقص
 جھوٹ کفر جھپٹک مارا۔ وہ تو ہٹا ہٹا مسلمان ہے، کیا یہ آپ کا چوکھٹا کفر نہیں؟

۷۔ جانے دو جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی۔ جس کا توہین شانِ اقدس
 ہونا نہیں خود مسلم دہمہارے دھرم میں مسلمان ہے یا کافر۔ اگر مسلمان ہے تو تم اسے
 خارج از اسلام کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔ اور اگر کافر ہے تو تم اس کی تکفیر کو ناحق
 بہتان دی بالکفر کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔

۸۔ میں آپ نے اسے جاننا نہ معائنہ عبدال کا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کو گالی دینے پر جو مسلمان تکیہ کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے۔ یہ آپ کا بانجیراں
 کفر ہے۔

۹۔ میں اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے عذر دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو گالی دینے
 والے سے راضی ہے اور جو گالی دینے والے ملعون کو برا کہے اس پر غضب کرتا صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اسے عذاب دیتا ہے۔ یہ آپ کا چٹھا کفر ہے۔

۱۰۔ میں آپ نے ششما عیوب کی کھیز کو غریبات کہا۔ یہ آپ کا ساقول کفر ہے۔

۱۱۔ میں آپ ایک صریح عیوب نہ کہ عذر
 با خدا دارم کار و باخلاقی کار تیسعت

مسلمان تو یہاں اور معنی دیتے ہیں جسے میں ثابت کر دوں گا کہ وہاں کہہ کر منظور نہیں آپ کے
 یہاں واقعی علوم اپنے ظاہر ہے اور خلائق میں انبیاء و مرید لایبیا علیہ و علیہم
 افضل الصلوٰۃ والسلامی داخل واقعی حضور سے آپ کو کام ہوتا تو یہ پاگوں چہ پاؤں والی
 طری گالی ہی نہ دیتے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ سنا ہے آپ کو کیا کام ہے۔ گندوہی صاحب
 نے اسے کاذب کہا۔ آپ انہیں امام مابین۔ یہ آپ کا آشول کفر ہے۔

۱۲۔ گنگوہی صاحب نے ایلیس کو اللہ کا شریک مانا۔ آپ انہیں پیشوا مانیں یہ آپ کا نواں کفر ہے۔

۱۳۔ امیل دہلوی صاحب نے مکان و زمان و جہت سے اس کی تزیہ کے اعتقاد کو اگر ہی و دعوت نبیاء اور دہلوی صاحب کے اس قول پر گنگوہی صاحب نے حجب تک یہ نہ مانا تھا کہ یہ امام الطائفہ کا قول ہے۔ صاف حکم یہ کفر ہے لکھا اور اس کی تفسیر امیل پر آپ نے بھی الجواب صحیح بنایا۔ حجب معلوم ہوا کہ ہائے یزید اور ائمہ علیہ السلام کا قول ہے۔ اسی اپنے اقاریر کا کفر کے ساتھ جو اپنے اور خدا کو چھوڑ دیا یہ آپ کا دوسرا کفر ہے۔ انہیں میں اگھے دو کلمیان حام المومنین تشریف میں آپ دیکھ لیں اور میرے کے بنیانی میں تو مستقل رسالہ روایتیں مولویں کا ایمان طبع ہرے۔ تیسرا سال ہے اور آج تک لا جواب ہے اور علو تعالیٰ ہمیشہ لا جواب رہے گا۔ یہ آپ کو قتلے کا ہم ہے

تغویاد اے چرخ گردان تغویا

نصیحت، تھانوی صاحب آپ نے دیکھا کفر مذکور کرنے والا اور بڑھ کر کفر در کفر کفر پر کفر میں پڑتا ہے۔ تھانوی صاحب ابھی آپ کی سانس کا ڈورا چل رہا ہے اپنے کلام کو کفر مان چکے۔ اپنے آپ کو کفر مان چکے۔ اب ایمان لانے مسلمان ہوئے۔ اپنے ہرید اسلام کا اعلان کرنے پھر زور تشریف راضی ہوں تو ان سے حدیہ شہار کرنے میں کیا عذر ہے۔ ہم تمہارے بھلے کہتے ہیں۔

و من کفر فان الله شقی عن الغفلین ۵

الطیفہ: ہم کہیں گے انصاف کی تھانوی صاحب نے تو یہ رشتہ اپنی نگہ میں بھی ہے صبح پر لا تاویل اپنا کفر مان یا صحت پر بلاشبہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہ لیا۔ پھر کیا ہیں اس اتاری ڈیل کو کفر کو اسلام بنا کر کفر پر اتنے کھڑا اور ہیں گے۔ تھانوی صاحب کو کیا پاگل تھا یہ ہے۔ نہیں نہیں لیکن ان کی سطروں کا معافی اور ہے۔ وہ تو ان کا کلام ایسا ہی روایت ہے۔ غرض الایمان کی چند سطر ہی واضح بات کا مطلب تمام حرمین تشریفین کے علامہ کرام رحمہ اللہ ان کی انابتہ پھیلےوں کا مطلب سمجھ لیتا

کیا آسان ہے۔ ہاں ہم سے شرح شیعہ۔ اپنے ڈیل کفر پر رجسٹری کر کے فرماتے ہیں۔ اہل علم کی یہ سنت سترہ ہے کہ علی گفتگو کی جائے۔ جس غیبت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی جو اس کی تکبر کی جائے۔ جیسے حسام المومنین و علمائے حرمین نے کی گالی دینے والا جب جواب سے عاجز آئے اور اپنا کفر سچے سے اقرار کرے۔ جیسا چھ تھانوی نے ٹھٹھ سے جی تسلیم کر لیا۔ اس کا کیا انفسوس ہوتا۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ حق قبول کیا اور اس کا بھی پتہ چلا انفسوس نہیں کہ دس برس کامل مزیات کھاتا اور چپکا رہا۔ کہ یہ سالی سمجھنے میں گزرے۔ غ

نکو گو اگر دیر گوئی پھر غم

ہاں انفسوس تو اس جاہلانہ اور سو فیانہ سب و شتم کا ہے جو ناشدنی خفص الایمان میں اللہ ماحد قہر کے عجیب فقر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جو تھانوی بد نصیب کے قلم سے نکلی۔ انفسوس تو تلفظ اور رمی بالکفر کا ہے کہ کیوں اس ناپاک زبان سے ایسا ملعون کفر کا لابل چپک کر مارا رمی و لفظ متواتر ہیں اور پھر ڈال انفسوس اپنی ہیٹ دھرمی اور کہہ مکرئی اور ناشدنی گفتگو کرنا کرنا اپنے اور پرتستان باندھنے چھے چھوڑنے میں کھلیاں بھلنے کا ہے کہ مزینہ تو خفص الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بد لفظی طعنی طعنی گالی دی اور اپنے پار سے ملی۔ جھگڑت سوالی کرا کہ وہ تنہا اپنے اپنے اوپر باندھے کہ میں نے یہ نصیحت

مضمون نہ لکھا۔ میرے قلب میں اس کا خطہ در کفر ابیری کسی عبارت سے لازم بھی نہیں آتا۔ میں تھانوی رہ رہ کر اپنے ملعون کو گلوں پر سنا پتا جو کہ آپ تو ڈبا ہی تھا اپنے اذہب کو بھی گرسے میں بھی ڈوبا۔ دونوں جہان سے کھویا۔ نیز صریح کہ کھولا شام کو آیا اور اب خود اپنے کفر کا اقرار کر کے اپنے اذہب کو کہایت کرتا ہوں کہ خفص الایمان کی اب مرکز حمایت ذکر کریں۔ وہ کفر ہے اس کی حمایت سے تم بھی کافر ہو۔ لہذا چلتے وقت یہ چند کلمات بطور وصیت نامہ کو دینے کہ شاید تمہارا کفر و نفع ہو مقصود اس مقام پر اسی مادیع کرنا۔ جو بحمد اللہ میرے اقاروں سے بوجہ احسن حاصل ہو گیا اور اس پر بھی اگر تھانوی کے اذہب کو خفص الایمان جیسے کفر نامہ کی حمایت سے زبان اور قلم کو روکنا پسند نہ کرگا۔ میں تھانوی کہ

گھر سے نکلے پر آیا ہوں۔ پھر خفصہ الایمانیہ کا مذہب کا مجھے سامنا نہ ہو سکا تو اس کا
انتقام نکل کے پر دو ہی چھ تھا تو ہی کے اذہاب کی دم کاٹے جو بچہ چھٹکے ہوئے کو بچہ گھڑے
دیتے ہیں۔ میں تھا تو ہی بہت دلوں سے ان افراد کو کا قہد رکھتا تھا۔ مگر میرے اذہاب مذہب
بہ لگام نہایت ناپاک الفاسد سے حسام الحریث و خفصہ و عدا سے کرام کو کیا کرتے تھے۔ جن ملعون
کلمات کو دیکھتے ہوئے مجھ تھا تو ہی کا کبھی دہشتا تھا کہ ایک تو اٹھ کے حبیب علی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو گالی دی اور ادھر سے چوری اور زور زوری جو پاکیزہ کلام اور ان کا غلام ان کی شان اقدس
کی حمایت کرے اس پر یوں گالیاں برسیں۔ اس لیے اب تک میں نے ایسی لغویات اذہاب
مذہب ولین کے جواب کی طرف التفات نہ کیا۔ کیونکہ مجھ تھا تو ہی کے اذہاب کے مٹ و حریم علیہما
ہیں۔ مجھے یہ امر غیر ہے معلوم ہوا ہے۔ بلکہ ان کا رات دن کا ساتھ ہے۔ اس پر کوئی عقیدہ نفس
مذہب نہ ہونے کی وجہ سے ان کو حمایت نہ کی کہ اس شخص اذہاب وقت بھگتا ہوں اب جو آپ
درجہ کی صاحب مجھ تھا تو ہی کے یا ر غامری کے جسے میں میری طحال نامہ و گارے میری توکیل
کے بہتے وکیل بے اختیار تھے اپنی اس ناپاک فتنہ بے باک روش سے عدول کر کے
بھیل مانوس کے طریقہ کے موافق حسام الحریث اور میرے بچے ہادی تھے مشرط علوت
محمد دالمانہ المازہ کا نام پاک ادب سے لکھ کر پوچھا میں نے اپنے معلومات ظاہر
کر دیے کہ تو خفصہ الایمانیہ میں یقینی قطعی خبر ہے اور اس کا مصنف بیشک خارج از
اسلام ہے۔ بلکہ جو خفصہ الایمان میں ماحضہ و اعتقاد ہے اگر کوئی بلا اعتقاد و بلا تعریج
اشارہ بھی ایسا کہ وہ بھی کا رہے۔ رہا یہ کہ مجھ تھا تو ہی نے کہنے لکھ کر تم مسلمان کیوں نہیں
ہو تے۔ اس کا جواب کا فریخ کی طرف سے مومن خان دے گئے ہیں کہ کہ

عرس ساری تو کوئی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

غرض یہ کہ کل

من مکر دم شمشا حذر بکلیہ

تھا تو ہی صاحب و حریم سے کہنا آپ کی ان سطحوں کی کیا پاکیزہ

بست سے کھڑے آپ سے اسطے گئے۔ بہت سے متقاضی مٹ گئے آپ کی انگی پھلی ملا بین
ہوئی اس نفیس تادیل کا احسان تو نہ مانے گا

تمہارے سر پر تادیل کا یہ ٹوپ رکھا ہے
نہ بچہ بیکو اس کو اچھی کہہ سکے تم مانو تو اچھا ہو

سوال پناہ و ہشت: تھا تو ہی صاحب رسک یا کل با زبان طاحنہ ہوں:

ختم کے کرے وار کی گولہ میں میں سب کچھ تو ان کی بول گئی۔ اپنی کلمی کلمی پر نہ کھول
گئی۔ اب پیٹ میں چوتھے دوسرے کہ ہے لوگ کہیں گے ہاری جیک ماری اپنے
اگلے و حریم کی گردن آزاری۔ لہذا یہ پیش کرتی ہے۔ اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ
اب تک کہیں نہیں لکھا۔ شاید اب جرح کر لیا ہو۔ تھا تو ہی صاحب آپ نے نوکھا کہ جو کچھ
خفصہ الایمان میں لکھا تھا اسے خات کہہ دیا کفر ہے۔ اس کے قائل کو صاف لکھ دیا اسلام سے
خارج ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی جرح مقصود ہے۔ ماں یہ کہئے کہ: ہمد یتھو عنہ
ویناؤن منہ۔ امر میرے ماں اور میرے بندہ و ابدا و استیتھما انفسہ۔ میں تو
دل و زبان مختلف تھے۔ یہاں سنا ہے کہ زبانیں ہی تو ہیں ایک سے اقرار ایک سے انکار
ظاہر ہے کہ ایمان لانا کسی طرح منظور نہیں تو اتنی بات کہ میں نے یہ تکلیف کیوں فرمائی یہ تو پہلے
ہی معلوم تھا کہ: شہد لا یعودون۔ صادق مصدق صلا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیے کہ دین
سے نکل جائیں گے۔ میں نے تیرا نے سے پھر پوچھ کر نہ آئیں گے۔ رجوع نہ کریں گے۔ بیود
کو فرمادیا:

لا یتسنونہ ابدا ابعا قمت ابدهم۔

کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔ بیود کو کاٹ ڈالو مگر آرزو سے مرگ نہ کرے گا۔ آپ حضرات کو
فرمایا ہے:

شہد لا یعودون۔

پھر رجوع نہ کریں گے۔ وہی دیکھئے سب کچھ کہ لاکر آپ کو رجوع سے انکار ہے۔ العزۃ اللہ۔
ارشاد اقدس میں کہیں فرق پڑ سکتا ہے۔ یہوں تھا تو ہی صاحب ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے علوم غیب یکے سچے ہیں۔ آمنا بہ والحدیثہ اللہ رب العلمین۔

سوال پنچاؤم و کرم ہر سنا کہتی ہے۔ سو چند نہ کھنے کی بھی تھی کہ کسی نے جیلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔ تھانوی صاحب جیلے مانس تو کاشی پڑیں بیٹے ہیں یا تھانویوں ہیں۔ درحقیقت بھی جیلے مانس نہیں کہ انہوں نے جیلے مانسوں کی طرح پوچھا نہ کہ خود جیلے مانس ہوں۔ خیر یہ تو آپ جانیں اور وہ آپ کی مانگی باتوں میں ہیں کیا دل۔ مگر خدا کو ایک جان کر کہ تو فرمائیے کہ آٹھ سال ہونے آئے۔ اجمادی الاخرہ ۱۲۲۳ھ کو جو عزیز شہر میں سوال آپ کی خدمت میں لے کر گئے اور آپ نے ایک نہ ہزار نہ معاف کیجئے ہیں اس میں جاہل ہوں

اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں مختص تم سے دریافت کرے اسے برایت کرو طیب کا کام نسخہ لکھ دینا ہے یہ نہیں کہ درویش کی گردن پیچھی رکھ دے کہ تو پی لے۔ تم اپنی امت میں سب کو داخل کر لو میں جو کہ کہہ چکا وہی کہوں گا مجھے معقول بھی کر دیجئے تو وہ کہے جاؤ گا مجھے معاف کیجئے آپ جیتے اور میں مارا۔ یہ سخت انقطاع کے کلمات کہہ کر چھپا چڑھایا۔

دوبارہ بڑھری کہنے آپ کو بھیجے آپ نے منکر ہو کر واپس دیئے۔ سہارہ رسالہ غفر اللہ لہیجے میں چھاپ کر حاضر کیئے۔ آٹھ برس سے لا جواب ہیں۔ خدا کو ایک مان کہ وہم دھرم سے تپتا ہے کہ ان میں کو کسنا نظر آریا۔ آپ کی سائنس تہذیب کے خلاف تھا۔ آپ نہ بتائیں تو بطش غیب بائع ہو کر آٹھ سال سے شائع ہے اور مکر طبع ہوا۔ مسلمان اس میں نکتہ مذکورہ کی نقل ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں کو کسنا حرف کو کسنا نقطہ تھانوی صاحب کی شان میں یاسیگا نا تھا یہی فرماتے ہیں کسی نے جیلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔

تھانوی صاحب لیٹے عالم آشکارا واقعہ میں انفسیہ جوٹ کہا یہ آپ کو اچھا لگتا ہے۔ یا آپ کی گھر بڑھریعت میں روا ہے۔ کیوں نہیں کہتے کہ جی میر کہ کفر بکا تھا۔ مندر کر اللہ رسول کو بے نقط سناٹی نہیں۔ اب جرم انہوں نے آٹھ سے تھانوی لیا چھکے جوٹ گئے۔ بینے ٹوٹ گئے، مایور جوٹ گئے، دم الٹ گئے۔ معاف کیجئے معاف کیجئے

آپ جیلے ہیں ہارا طر

لب نازک سے صلا آئے گی بس بس کی

۴۔ ہم آپ کی مان میں ہونی سہی کہ دنیا کے پردہ پر نہ وہ سوالات پہلے ہو۔ نہ معززین نے آپ کے ہاتھ میں دیتے نہ پھر بڑھری ہو کر گئے نہ بڑھری طبع ہو کر شائع ہوتے یا یوں سہی کہ وہ بھی آپ کے بیان کے اصطلاحی جیلے مانسوں کی طرح نہ کھنے کہ ان میں آپ کی درحقیقت ڈوڈر ہوں کی طرح غلطیوں، شہاریوں کے مذہب بول تھی نہ آپ کی ابو حنیفہ باشی شباب ثابت کی طرح رٹڑیوں بھٹیالیوں کے بھٹڑ پھٹے۔ نہ آپ کی لال کتیا سیف النبی کی طرح غلط علیہ اللہ فیض تانوی فیض تھے یہ سب اور اس سے بڑھ کر اور بڑھا ہوا۔ دراکس غیث و اربا حیات پوچھتے کہ ایک مال کھلائے والے کی چاند پر دس سال کامل ڈیل ٹیلے والا ہر وقت برس سے شرق سے غرب تک عجم سے عرب تک اس کے کہہ کر کچا چھپا بیٹے اور وہ پچہ کام سادہ پڑا رہے کہ کفر کا الزام عظیم قائم ہے۔ جو نے دو جیلے مانسوں کی طرح کٹی پچھے تو اپنے اوپر سے کفر اٹھا لیں مسلمانوں کو ایک اچھوتی اسلام دہری پر الزام کر کے گناہ عظیم سے بچائیں نہ اپنے ایمان کا غم نہ اپنی جان نہ مکر نہ مسلمانوں کو اس عظیم کیم یہ ہیں پڑے سے روکنے کی ضرورت یہ سب اور بڑھ پڑے ہیں۔ اس لیے کہ کسی نے جیلے مانسوں کی طرح نہ پوچھا۔ اب سے تیری سمانی اس سے لاکھ درجہ کم الزام کسی مذہبی یا خانگی بات پر نہ تو جین بڑھتا۔ پکری تک پنچا۔ یہاں کچا جان ہوتی تو ہیں سکوت برتا ہوتا۔ طر

لطفی کا حصر معلوم ہے برس جاسنے دو

۳۔ یہ بھی جانے دو محل محلی کی پوچھنے والے تو نہ تارے گریڈر ہوتے تھے۔ جیلے اب دس برس کی کمیٹی میں یہ سو دو ورق نکالنے کو درستی ہے پوچھو یا۔ دس برس پہلے پوچھا دیتے تو کیا گناہ تھا معلوم ہوا کہ سب جھوٹی معلون بنا دیں ہیں۔ دس برس تک تمام غلط فہمی کی سچیں کچا کیا ہی نہیں۔ ناچارا ویرا سانس اوپر نیچے کا پیچھے۔ اب دس برس یہ کچھ سوچھی تو اپنے اصطلاحی جیلے مانس سے بڑھ کر سو دو ورق پکی جو بوں گے پر الٹی پھری ہوئی۔ وندھ لکھ۔ کیوں تھانوی صاحب دھرم سے کتنا یہ کتنا ٹھیک ہے۔

سوال ششم: تھانوی صاحب رحمہ اللہ ایک پھر بیان تو گوہر کبھی مات کر گئیں اب مسلمانوں کے چھلنے کو کچھ کا داکا تھی کہ کبر اور میرے سب بڑوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل اخلاقیات فی قبیلہ الکملات العلینہ ہونے کے باب میں یہ ہے خدا بعد از خدا بزرگ تو کی قسم مختصر

تھانوی صاحب وہ شخص الامیان والے پاگل اور جو پیائے کہاں گنوائے جن سب کو معاذ اللہ غریب میں (روشنان) زندگان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسرہ کر دیا تھا۔ بسط البنان نے اپنے جواب آخر میں علوم عظیمہ مختصر کا قرق بھی قطع نظر کی گروہ مشن چشم ہی اڑا دیا تھا۔

۲ وہ آپ کے بزرگ گنگوہی صاحب والا شیطان کیا انہیں کے ساتھ قرق کر دیا مجھے فرمایا تھا شیطان بے وسعت نفس سے ثابت ہوئی مگر عالم کی وسعت علم کی کبھی نقص قطعی ہے۔ غیر اس کہ تو یہ جواب دے بھی سکے ہو کہ گنگوہی صاحب نے اسی عبارت میں ایلیس کو خدا کا شریک مانا ہے اور خدا کا شریک نہ ہو گا۔ مگر خدا اور ہم سے حضور کو بعد از خدا بزرگ کہا ہے تو خود اسے کتا لہ ایلیس کا بڑھ جاننا صاحب اعتراف نہیں بلکہ ضرور ہے مگر آپ پاگل جو پیائے بے شک آپ کو برا بھر کہے۔ اس کا جواب کیا ہو گا۔ کیا یہ سب بھی آپ کے یہاں خدا میں رد و خود و ذات و اداء باللہ الخلی الخلیفہ۔

الحمد للہ صفاۃ بسط البنان کی سب نزاکتوں کی کامل ناز و نوری ہوئی۔ بفضلہ تعالیٰ اول تا آخر کوئی حرف نہ بچا اور ان چند نزلوں کے میں میں مسئلہ علم غریب پر کچھ بڑکی ہے۔ کہ اس پر مستقل رسالہ لکھو تم تعالیٰ مدد فرمائیں ہو گا۔ و بحمدہ التوفیق۔

تہذیب: یہ لفظ ہر سال اور معنی ایک سو تیس سوال اور تیس سو ستر اشراف جناب تھانوی صاحب پر فرما رہی کے ایک سو تیس سوال ہیں کہ اخیر کے تیس سوالوں میں اکثر متعدد و نمبروں پر مستقل رائے بڑوں کی فرست یہ ہے۔

سوال — زیادت سوال — زیادت سوال — زیادت

سوال	زیادت	سوال	زیادت	سوال	زیادت
۴۳	۳	۴۵	۱	۴۶	۱۵
۴۸	۴	۴۹	۴	۵۰	۲
۵۱	۲	۵۲	۹	۵۴	۵
۵۷	۱۲	۵۹	۲	۶۰	۱

کل تعداد زیادت سوالات = ۷۲۔

قریر میں حقیقتہً بانو سے ہیں اور اگلے چالیس مل کر ایک سو تیس پہلے سوالات ہیں بعض حکمہ متغیر نہیں ہیں مگر یہ خاص اہتمام صفاۃ کی دوسری کیا دی گئی کہ کیا کسی پر اس کے خواری خواری کو بڑا مانا تھا۔ پہلا عشرہ تہذیر الناس کا سبب یا اس تھا اس پر مستقل بحث کتاب مستطاب اشراۃ الناس علی عباد الناس پھر کتاب الاحواب القمقام القمقام القمقام القمقام القمقام میں ہے: یہاں اسطراد اُسے مختصر سا ذکر کر دیا کہ مدرسہ دیوبند کی آئی تحریر جو اس رسالہ مبارکہ و قعات السنن الی ملحق المسماۃ بسط البنان کی نوک ہوئی۔ اس میں تہذیر الناس کو بھی ذکر کیا تھا یا توں مجھے کہ وہ عشرہ شروع مقدمہ کی بسم اللہ سے پہلے اموذ باللہ من الشیطن الرجیم کی جگہ ہے۔ جن میں نہیں بلکہ بسط البنان مخزن انجاس گونا گوں ہے۔ اس میں و قول سے پہلے اموذ باللہ من الشیطن والعیاشۃ کما سنون ہے۔ ہر حال نال بسط البنان پر دو اور تین اربعین یعنی ایک سو تیس شہید و متین: والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین و محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ امین والحمد للہ رب العالمین۔

جناب وسیع الانتساب منتہی جاتے ہیں۔ اگر کوئی لفظ ہمارا آپ کو برا لگتا ہو معاف کریں یہ خوب سمجھ رکھئے کہ آپ آپ کی خاموشی کا یہودیہ چاک ہو گیا۔ پہلے تو جاہلوں کے نزدیک آپ کی چسپ کا ہیرم نیا تھا کہ نہ جانے لوہیں تو کیا لوہیں۔ ممکن کہ جواب دے کر غضب الایمان کی قسمت کھولیں اب جو سودا دور قیبطا لبنان کو کھریول دیئے۔ اپنے دھڑک کے صبر پر دس کھول دیئے۔ معلوم ہو گیا کہ آپ کے پاس کچھ جواب نہیں۔ سو اس کے کپڑے کھڑے اور جڑی کر دی اپنے خارج ادا سلام ہونے کی قبولیت لکھ دی۔ بلکہ ایک کفر پر چڑھ کر اپنے کفر کے یکہ میں اپنا چکر مارتا کہ اپنے بچاؤ کی لگی اور تنگ کر لی۔ اب آپ کی خاموشی کو کوئی جاہل بھی تغافل کی گدی نہ مانتے گا۔ بلکہ رستہ آپ کے گرد سر میں بھاری چتر کی ڈاٹ مانتے گا۔ کہنے یہ بہتر! حق کا قبول جو غافل کو پسند غافل کو مقبول۔ لہذا اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپ کو دعوت ہے۔ جس کی ابتداء ہم خود کریں۔ ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ان سب سوالات کا جواب معقول جواب دیا۔ جس میں انڈیا لکھا ہے ہونہ میر کڑا نہ مکر یہہ ڈھٹائی ہونہ دھکے دے کر عوام کو چند ناواقف صاف اعلان کریں گے کہ غضب الایمان پر پیچھے غلط تھی اور اگر آپ ایماننا سچ ہیں کہ الزام الا جواب ہونے تو خدا کو مان کر انصاف قبول دیں کہ واقعی غضب الایمان میں آپ سے کفر کیا اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اس میں آپ کی کچھ حد نہ ہوگی۔ بلکہ ہر غافل کے نزدیک وقعت آپ کی بڑھ جائے گی۔

ادریہ بار بار معروض ہو چکا کہ علماء کے کرام عربین میں یقین نے آپ پر حکم کفر فرمایا ہے کفر و اسلام میں دو کلمات نہیں۔ آخر لوہیں کہ ان سوالات کے حکم سے آپ کا ذات ثابت ہوتے یا نہیں۔ جو سے قبول و اعلان کے ساتھ تو یہ جواب دیا۔ نہیں ہوئے تو جواب دوڑے گا۔ کہ آپ سے جواب دیا۔ دو اور اگر حسب عادت قدیمہ سکوت ہی کی تھرائی۔ اگر تہ خواہی

جواری ختم ہو چکا بھائی اور شک آپ کے بلوں میں کر رہے ہیں جس کی گئی یعنی اپنی ابدی ہر کی عزیمت آپ سے پہلے ہی بنادی ہے کہ اس پر بھی قلم روکنا نہ ہو گا تو اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے کوٹھا بنادیا و ایم کا روبرو خلاق کار نیست جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ دوس برس کی عزیمت پر فاطمہ کے سہارا دینے سے یہ سودا دور قیبطا لکھا اس پر غرض میں پڑیں نہیں سبک بینی دو گوش در جواب خرگوش مدوش و خاموش شہر غرضان کو نگویں ماسب کی پابندی ملے گا۔

بہ بعد از مرمن کی کیوں شدہ باشد
غرض سکوت مہوت کا عزم یا بلرم خود ظاہر کر چکے ہو تو حضرت اس کے لیے ایک میعاد۔

رسالہ رجسٹری بھیجتے ہیں۔ دودن وصول کر رکھیں اور جواب کے لیے آپ کا اکٹنا لکھ روز کا پتہ، دودن اور وصول جواب کے اگر روز ارسال سے ہم دن کے اندر آپ نے جواب نہ بھیجا تو اپنا بدل کھڑے لبنان میں صاف صاف قبول ہی چکے ہو۔ صرف اپنا نام اپنی تھا۔ اب یہ باقی بھی واصل میں داخل ہوگا اور یہ پتہ ہے گا کہ آپ نے قبول کھ دیا کہ بیشک بیشک اثر علی ولد فلان تھا ہی

کا فرزند ہے۔

فرماتے اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکتا ہوں اللہ ہی آپ کی چسپ توڑے۔ اور قبول اسلام کی توفیق بخشنے۔ آمین: والحمد لله رب العلمین و افضل الصلوة والسلام
علی سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ و تابعہ و عترتہ
احمعیلین آمین۔

کہ اللہ کے لیے ایک عظیم دینی نزاع کا یہ نہایت سہل و آسان مختصر فیصلہ بھی انصاف کی نگاہ سے اولاً انھوں نے غلط فرائض بعض نئی تہذیب کے خیالات جن کے نزدیک اللہ رسول کی کتاب میں کوئی کیسی ہی ناپاک کج جائے۔ بے تہذیب نہیں۔ مگر جو مسلمان سے ملے جملہ دلائل و احوال اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ایک کی جگہ پر کہ وہ پکا ناندہ ہے ان سے گزارش کہ اگر کسی مذہب یا مذہب ہی میں ایک
 عظیم نزارع اوروں میں ہوا ایک نظر دیکھنے میں اس کا سمل فیصلہ ہوتا ہو تو اسے دیکھتا تو
 عقل یا ایمان کے خلاف ہے۔ ناندہ ہی ہی سمجھ کر اصل مضامین پر تو نظر فرمائیے۔ اگر جناب
 تھانوی صاحب کی اس لبط البنان میں خود انہیں کے اقاروں انہیں کی سندوں سے ہر جگہ
 حسام العربین کا دعوی ثابت نہ ہوا ہو تو شکایت کیجئے مگر خدا اقرادوں کے بعد پھر انکار کیوں ہے
 ذرا خدا کو مان کر دیکھئے تو کہ جناب تھانوی صاحب اسی لبط البنان میں خود اپنے اوپر کس زور
 کا دعوی نکالتے ہیں کہ انہوں نے حسام العربین نے بھی نہ فرمایا تھا واللہ اعلم۔ تھانوی صاحب کو
 ۳۵ دن کی مہلت کا اعلام بھی لکھ دیا ہے اور وہ محبت فرما کر ان تمام سوالوں کے معقول جواب
 دے دیں تو اسی پر متنازعہ و حفظ الایمان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر فیصلہ کر لینے میں دیر کیا ہے۔
 حسبہ اللہ ونعم الوکیل۔